رضی اللہ عنہ

ذکرِ صابری

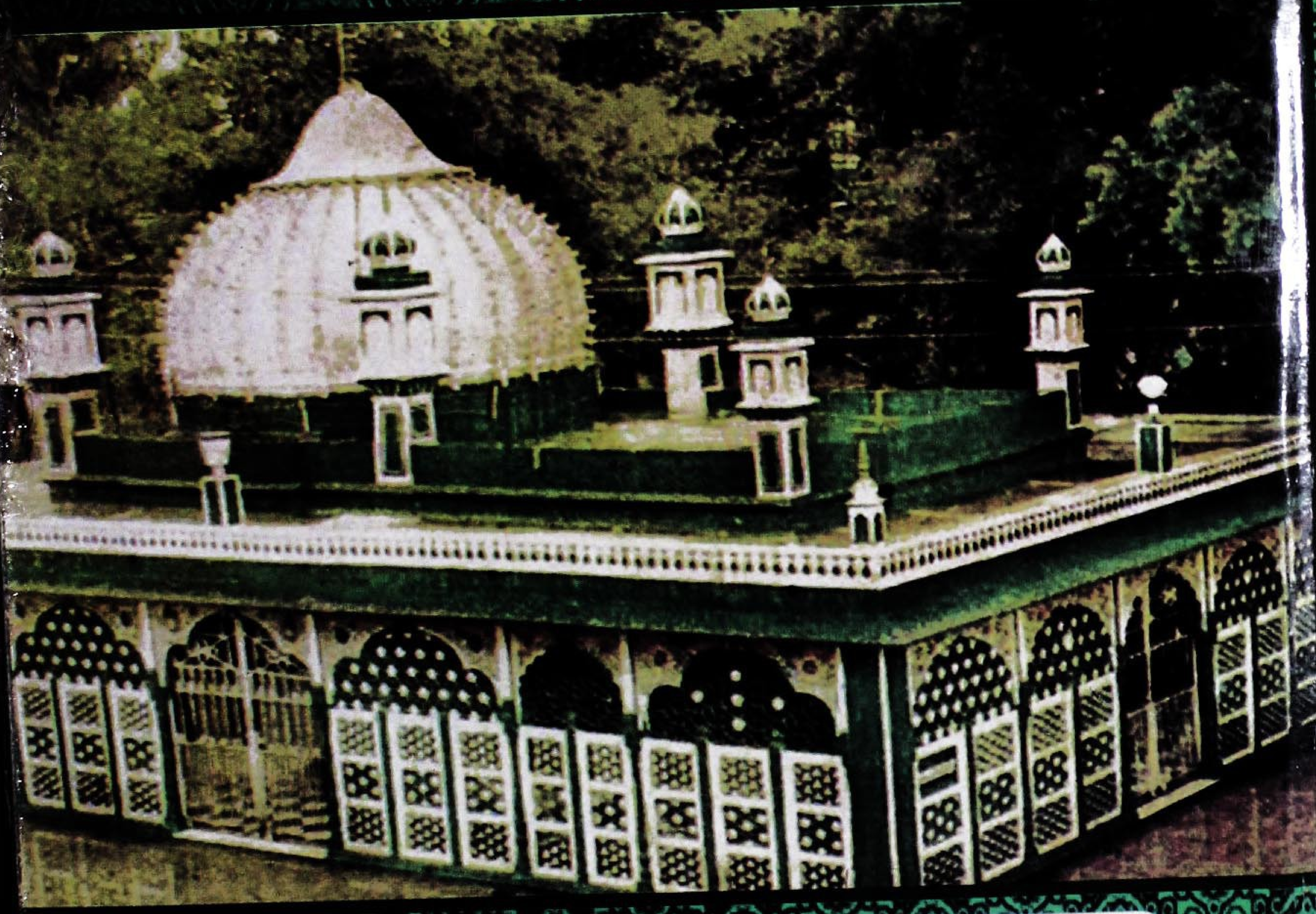

کلیر شریف میں مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کا خوبصورت منظر

297.
1 ذ
1243

مؤلف

محمد یامین

قادری، چشتی، صابری، قلندری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ

مؤلف

محمد یامین
قادری، چشتی، صابری، قلندری

ناشر
باب مدینہ پبلی کیشنز
مکان نمبر، آر-3051، بلاک 2، میٹروول III، گلزار ہجری، کراچی-75330

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

بہ فیضانِ نگاہ

شیخ طریقت وشریعت

حضرت مجیب احمد

قطب، قطب الاقطاب، غوث الکبیر، قادری، چشتی، نظامی، صابری

نام کتاب : ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ

سعادتِ تالیف : محمد یامین
قادری، چشتی، صابری، قلندری

اشاعت اوّل : ۱۴۳۵ھ۔ ۲۰۱۴ء

کمپوزنگ : محمد عبدالرحمٰن طاہر (0346-2658848)

تعداد : ایک ہزار

ہدیہ : اُمتِ محمدی کے لیے دُعائیں

ناشر

بابِ مدینہ پبلی کیشنز

مکان نمبر، آر۔3051، بلاک 2، میٹرو وِل III، گلزارِ ہجری، کراچی۔ 75330

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

انتساب

دادا پیر

حضرت سیّد محمد عبد اللہ شاہ

المعروف

"میاں جی سرکار" کے نام

جن کی فیضِ نگاہ نے مرشدِ عظیم، شیخ طریقت وشریعت

حضرت مجیب احمد

قادری، چشتی، نظامی، صابری

کے ذریعے

رُوحانی سلسلہ صابری کو دوام بخشا

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

قُل

عِشْقِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

مَذْهَبِیْ وَحُبُّهٗ مِلَّتِیْ وَطَاعَتُهٗ

مَنْزِلِیْ!

(یہ کہہ) محمد عربی ﷺ سے عشق

میرا مذہب، (آپ سے) محبت میری ملّت

اور اتباع میری منزل ہے

☆

☆

☆

(از: ابو انیس محمد برکت علی لُدھیانوی عفی عنہٗ)

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

منبعِ سرِّ نبوّت ہم ولایت حیدری
آفتابِ چشتیاں مخدوم صابر کلیری

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

فہرست مضامین

	پیش لفظ	۸
۱۔	رُوحانی سلسلہ صابری	۱۲
۲۔	حضرت مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بزرگانِ کرام کی پیشن گوئیاں	۱۳
۳۔	حسب ونسب	۱۵
۴۔	حضرت عبدالرّحیم عبدالسّلام رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت ہاجرہ سے طے پائی	۱۶
۵۔	عجائباتِ پیدائش: شکمِ مادر میں اور اُس کے بعد	۱۶
۶۔	آپ شروع سے ہی صابر تھے	۱۷
۷۔	عجائباتِ ایّامِ طفلی	۱۸
۷(الف)۔	مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا وِرد	۱۹
۸۔	داغ یتیمی	۱۹
۹۔	ایک کرشماتی واقعہ ''چاول تو پک گئے ہیں''	۲۰
۱۰۔	والدہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ پاک پتن میں	۲۱
۱۱۔	مادرزادولی	۲۱
۱۲۔	دُنیاوی تعلیم یا تعلیم ظاہری	۲۲
۱۳۔	بیعت خاندان علویہ حنفیہ	۲۳
۱۴۔	حضرت مخدوم پاک بحیثیت نگراں لنگر خانہ	۲۴
۱۵۔	جلالِ صابری رضی اللہ عنہ اور بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے بچوں کا انتقال	۲۵

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۱۶۔	مخدوم پاک کی شادی کے لیے حضرت ہاجرہ کی بابا صاحب رضی اللہ عنہ سے باقاعدہ درخواست	۲۷
۱۷۔	مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا نکاح بابا فرید الدین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے طے پایا	۲۷
۱۸۔	دہلی کی ولایت کی پہلی تقرری	۲۹
۱۹۔	ولایت کا تقرری نامہ چاک کرنے کا واقعہ	۲۹
۲۰۔	بیعت خاندان چشتیہ	۳۱
۲۱۔	بابا صاحب فرید رضی اللہ عنہ کا فرمان ''جو شخص میرا یا میرے مُرید کا مُرید ہوگا اور میرے شجرہ میں شامل ہو اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی''	۳۱
۲۲۔	مُہر ولایت کا اظہار	۳۳
۲۳۔	ارشادات وامامت وخلافت خاندانِ چشتیہ، سندِ خلافت وولایت برائے شہر کلیر شریف	۳۴
۲۴۔	اُس وقت کا کلیر شریف	۳۵
۲۵۔	کلیر شریف کی موجودہ حالت اور مزارِ مقدّس	۳۶
۲۶۔	مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ کی کلیر شریف کے لیے روانگی	۳۷
۲۷۔	حرمنہ بکری لوگوں کے پیٹوں میں آوازیں دینے لگی	۳۹
۲۸۔	کلیر شریف زلزلوں کی زد میں	۴۴
۲۹۔	جامع مسجد کلیر شریف رکوع میں	۴۵
۳۰۔	کلیر شریف طاعون کی زد میں	۴۶
۳۱۔	علیم اللہ ابدال، پاک پتن میں	۴۷
۳۲۔	مکتوب نطاب قُربت الوحدت	۴۷
۳۳۔	کلیر کی چار چیزیں جو قہر الٰہی اور آتشِ غضب سے محفوظ رہیں	۴۸

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

۳۴۔ کلیر کی آتش زدگی ۴۹

۳۵۔ مخدوم دوجہاں حضرت علی احمد صابری رضی اللہ عنہ کا فارسی کلام ۵۲

۳۶۔ حضرت شمس الدین تُرک کی کلیر شریف آمد ۵۴

۳۷۔ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی پابندئ نماز ۵۶

۳۸۔ حضرت شمس الدین کا حبسِ کبیر ۵۷

۳۹۔ حضرت مخدوم بادشاہ دوجہاں رضی اللہ عنہ کی شمس الدین تُرک کو پندونصائح اور وصیتیں ۵۷

۴۰۔ خواجہ شمس الدین تُرک کی مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کی حضوری سے دُوری ۶۱

۴۱۔ حضرت شمس الدین کی کلیر شریف میں واپسی ۶۳

۴۲۔ نمازِ جنازہ وفناء وبقاء کی حقیقت ۶۳

۴۳۔ فناء وبقاء کیا ہے؟ ۶۴

۴۴۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی مزار شریف پر کلیر میں حاضری ۶۵

۴۵۔ ایک پاکستانی زائرہ کی بچی کو دوبارہ زندگی مل گئی ۶۶

۴۵(الف)۔ ایک زائرہ محترمہ صابرہ منصوری صاحبہ ۶۸

۴۶۔ حضرت مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ مقرّب بارگاہِ ربّانی ۶۹

۴۶(ب)۔ حضرت مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ کے مراتب ومناقب ۷۰

۴۷۔ محافلِ سماع ۷۰

۴۸۔ حالتِ سماع میں وصال ۷۶

۴۹۔ مُرشد داور ۷۷

۵۰۔ منقبت مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ ۷۹

۵۱۔ مُراجع الکتب ۸۰

☆☆☆

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

پیش لفظ

عِند ذکر الصّالحین تنزل الرّحمۃ

(جہاں نیک لوگوں کا ذِکر ہو وہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے)

رُوح رُوحانیت سے ماخوذ ہے۔ رُوح، اللہ عزّ وجل کا حکم ہے۔ جسم کے کسی بھی حصہ میں پائی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ رُوحانیت سیّدالمرسلین، محبوب ربُّ العالمین ﷺ میں پائی جاتی ہے۔ محمد عربی ﷺ رُوحانیت کے منبع ہیں، باقی سب اولیاء اللہ، صالحین اور مقرّب بندوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منفرد مقام حاصل ہے۔ آپ تمام اولیاء اللہ کے امام ہیں، شیخ ہیں۔ رسول مقبول ﷺ نے آپ کو اپنے خرقہِ فقروارادت سے نوازا تھا۔ اس کی بڑی وجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فقروقناعت، خوفِ خدا، مجاہدہ نفس، اتباعِ رسول اور کمال درجہ ریاضت تھی۔ قرآن مجید میں پینتیس (۳۵) ایسی آیات کا نزول ہوا جو آپ کی بلندیٔ مراتب پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے یہ آیت تـرھـم رُکّـعـا سُـجّـداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا واضح طور پر آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ رسالت مآب ﷺ نے ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ جو کوئی آدم اور اُن کی برگزیدگی، یوسف اور اُن کے حُسن، موسیٰ اور اُن کی سختی اور عیسیٰ اور اُن کی پرہیز گاری، محمد ﷺ اور اُن کے اخلاقِ حسنہ کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو، وہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے، جن میں یہ سب کچھ جمع ہیں۔ اس اعتبار سے آپ امام الاولیاء، سردار الاولیاء اللہ ہیں۔

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

پس معلوم ہوا اللہ عزّ وجل کا قرب حاصل کرنے کے لیے، نبی مکرم کے طریقوں پر بھرپور عمل کرنا ضروری ہے۔ محض پنج وقتہ نماز، روزہ اور حج کے فرائض کی ادائیگی کافی نہیں بلکہ اُس کے علاوہ اور بھی بہت ساری عبادات کی ضرورت پڑتی ہے۔ علمائے کرام کے مطابق اللہ عزّ وجل اپنے اُن بندوں کو اپنا دوست، ولی بنالیتا ہے جو اُس کے محبوب و معظّم نبی ﷺ کی شریعت اور طریقت کو پورے طور پر اپنا لیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی شریعت کیا ہے؟ مختصراً یہ کہ نبی برحق کے اُن اعمال کو جنہیں آپ کی سنّت مطّہرہ کہتے ہیں، پورے طور پر اپنالیا جائے یعنی قرآن واحادیث کے احکامات پر مکمل عمل، پنج وقتہ نماز کے علاوہ اشراق، چاشت، اوابین، تہجد کے نفلی سجدے، ماہِ رمضان کے روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کا انعقاد، بسیار خوری سے اجتناب، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اپنی دُعاؤں کے ذریعے مخلوقِ خدا کے بگڑے کام بنانا، مجاہدہ نفس، فقروفاقہ کے علاوہ ہر قسم کی مالی، بدنی وقولی عبادات بجالانا۔ اتنی ساری عبادات وریاضات کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ اور اُس کے قادر مطلق ہونے کا پختہ یقین ان تمام مراحل سے گزر کر کُندن بننے والا بندہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ومبرور ہو جاتا ہے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ عزّ وجل کا فرمان ہے "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" (خبردار میرے ولیوں کو کوئی خوف ہے نہ کوئی غم)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دُشمنی رکھے، میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ مسلسل نفل عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور پناہ دیتا ہوں''۔ (بخاری شریف)

ایسی ہی مقرب بارگاہِ خداوندی کی عظیم ہستیوں میں حضرت علی احمد علاؤالدین صابر کا نام آتا ہے۔ تاج الاولیاء، غوثِ صمدانی، حضرت علی احمد علاؤالدین صابر قدس اللہ سرہٗ، صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم میں بے مثل تھے۔ رُوحانیت میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ صوفیاء کرام آپ کو عارفِ کامل، عالم و عام، مُقتدائے اہلِ طریقت، راہ نمائے اربابِ حقیقت، محرمِ اسرار خفی وجلی، جانشین نبی وعلی، محبوبِ درگاہِ رسالت پناہی، مُقرّبِ بارگاہ الٰہی، تاج الاولیاء اور غوث الصمدانی کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کو خرقۂ فقر وارادت آپ کے ماموں قطب الاقطابِ وقت، حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر مسعود اجودھنی (موجودہ پاک پتن) قدسِ سرہ العزیز سے عطا ہوا۔ ان تمہیدی باتوں کے علاوہ آپ کی زندگی کے غیر معمولی واقعات، کشف وکرامات، آپ کو ''ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ'' میں ملیں گے۔

زیرِ نظر کتاب ''ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ'' کی وجہِ تالیف اس عاجز کا مضمون بعنوان ''رُوحانی سلسلہ صابری'' ہے جو مولّف کی کتاب ''درود وسلام علیٰ خیر الانام'' کی زینت بنا تھا، جس میں مخدوم سیّد علی احمد علاؤالدین صابری کے مختصر حالاتِ زندگی شامل کیے گئے تھے۔ تاج الاولیاء، غوث صمدانی، مخدوم پاک کو یہ مضمون پسند آیا اور آپ نے اس ناچیز کو صابری سلسلے کے بارے میں لکھنے کی ہدایت فرمائی۔ اس واقعے سے اور اسی قسم کے چند واقعات سے متاثر ہو کر مولّف یہ بات لکھنے میں حق بجانب ہے کہ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کا فیض بعد از وصال بھی جاری رہتا ہے کیونکہ وہ زندہ رہتے ہیں۔ یہ ولی ایک خاص وقت یا دَور (عرصہ) کے لیے نہیں ہوتے۔ اُن کی ولایت ابدی ہوتی ہے۔ یعنی وہ زمین ومکاں پر محدود نہیں ہوتی۔ وہ تمام زمانوں اور تمام مقامات کے لیے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ہیں۔ اگر کوئی اُن کے بارے میں پڑھتا یا گفتگو کرتا ہے تو ایسا اُنہیں اس شخص کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ اُن کی رُوحانی قوّتِ تصرّف سلب نہیں ہوتی اور عالمِ برزخ میں بھی اُن کی دُعائیں اور توجہ اپنے پیاروں یا یاد کرنے والوں کے لیے برقرار رہتی ہیں۔ لیکن یہ اور اسی قسم کا فیض تبھی ملتا ہے جب مُرشدِ کامل کی نگاہِ کرم آپ کے ساتھ ہو۔ اس قسم کا کوئی بھی غیر معمولی نوعیت کا واقعہ اگر اس مولّف کے ساتھ پیش آتا ہے تو اپنے مرشدِ عظیم کے گوش گزار کر دیتا ہوں کیونکہ ہم جیسے ناقص العمل انسانوں کا بزرگانِ دین سے براہِ راست رابطہ ذرا مشکل کام ہے، لیکن مرشد اپنے ارادت مندوں کو بہت آسانی سے بزرگانِ دِین سے ملوا دیتے ہیں، کبھی خواب میں، کبھی اِلقاء کے ذریعے۔

جن صاحبان نے بھی ''ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ'' کی تیاری میں کسی بھی طرح حصّہ لیا، اُن سب کا بے حد ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اس نیک عمل میں برکتیں فرمائے اور انہیں دُنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اپنے مُرشدِ عظیم حضرت مجیب احمد قادری، چشتی، نظامی، صابری کے اس قول پر ''ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ'' کا اختتام کرتا ہوں کہ ''ذکرِ نبی ﷺ عبادت ہے اور ذکرِ اولیاء اللہ، گناہوں کا کفّارہ''۔

آپ کی دُعاؤں کا طالب

احقر

محمد یامین

قادری، چشتی، صابری، قلندری

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

رُوحانی سلسلۂ صابری

سرکار مخدوم پاک علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ

دُنیا میں بہت سے رُوحانی سلسلے موجود ہیں۔ ان سلاسل کا رُوحانی نصاب تعلیم ایک ہی ہے یعنی اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور قرآن کریم تک رسائی، لیکن منزل تک پہنچنے کے طریقے مختلف ہیں۔ تمام رُوحانی سلاسل اُن بزرگانِ دِین کے نام یا القاب سے منسوب ہوتے ہیں، جن بزرگانِ دِین نے انہیں جاری کیا ہوتا ہے ان ہی سلاسل میں سے ایک رُوحانی سلسلہ ''صابری'' ہے۔ اس رُوحانی سلسلے کے بانی سرکار مخدوم پاک ہیں۔ مخدوم کے لُغوی معنی خدمت کیا گیا، قابلِ تعظیم، بزرگ، آقا، مالک، ولی نعمت اور مُربّی کے ہیں۔ حضرت مخدوم پاک علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ اپنے ماموں قطب الاقطاب حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر کے ہاتھوں چشتی سلسلے میں بیعت ہوئے، لیکن آپ کا سلسلہ صابری کہلایا۔ یہ لقب آپ کو اپنے رُوحانی مرشد اور ماموں حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر نے عطا فرمایا تھا اور آپ اپنے اسی لقب صابر سے مشہور و معروف ہوئے اور رُوحانی صابری سلسلہ بھی اسی لقب سے چلا اور آج تک چلا آرہا ہے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ ابھی آپ شکمِ مادر ہی میں تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو فرمایا کہ بیٹی تیرے بطن سے عنقریب فرزندِ عالی قدر، صاحبِ جلالت اور اعلیٰ مرتبت پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر علی رکھنا۔ اُس کے دوسرے روز بعینہٖ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا کہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

سرکارِ دوعالم ﷺ تشریف لائے اور بشارتِ فرزند دے کر فرمایا کہ اس کا نام احمد رکھنا۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد ایک بزرگ آپ کے والد صاحب سے ملنے تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو بُلوا کر دیکھا، پیار کیا اور فرمایا کہ بچّہ علاؤالدین کہلائے گا۔ چنانچہ آپ کو علی احمد علاؤالدین صابر کے نام ہی سے جانا جاتا ہے۔ لقب ''صابر'' آپ کے ماموں بابا فریدالدین شکر گنج نے عطا فرمایا۔

۲۔ حضرت علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بزرگانِ کرام کی پیشن گوئیاں:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف ''کشف الغیوب'' میں تحریر فرمایا کہ میں ۱۱ر رجب ۱۴۰ھ جمعۃ المبارک کی شب تلاوت قرآن کریم میں مصروف تھا۔ خواب میں عجیب اسرار معائنہ میں آئے۔ عالمِ ملکوت سے گزر کر عالمِ جبروت میں پہنچا۔ وہاں ایک باغ پُر بہار نظر آیا۔ دیکھا کہ اس میں ملائکہ صف بستہ ہیں اور تمام حضراتِ انبیاء علیہم الصّلوٰت کی ارواح مقدسہ تشریف فرما ہیں۔ تمام اولیاء کرام کی ارواح بھی موجود ہیں۔ غرض عجیب مکاشفات کا ظہور ہورہا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے میرے پاس آکر فرمایا کہ ''جناب سرکارِ دوعالم ﷺ اشرف واکرم آپ کے منتظر ہیں'' میں اُن کے ہمراہ ہولیا۔ آگے جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خیمہ یک دانہ مروارید کھڑا ہے اور اُس کے اندر ایک پُر شکوہ تخت پر نبی کریم ﷺ رونق افروز ہیں اور گیارہ حضرات اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں۔ خادم کو دیکھ کر سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے فرزند! تین یوم بعد تم بھی ہمارے پاس آجاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس عالمِ جبروت کا احوال قلم بند کرآؤ''۔ یہ ارشادِ گرامی سُن کر میں آداب بجالایا اور بیٹھنے کا ارادہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے تختِ مبارک کے سامنے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ یہ محفل ہر طرح سے آراستہ تھی۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو روحیں آگے پیچھے چلی آرہی ہیں اور وہ

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مدد گار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

تختِ اقدس کے سامنے آکر رُک گئیں۔ جو رُوح پاک آگے تھی وہ الماس سفید کے مثل نورانی تھی اور جو پیچھے تھی وہ مثلِ یاقوت سُرخ کے روشن تھی، پہلی رُوح کو نبی رحمت ﷺ نے کچھ ملکوتی زبان میں ارشاد فرما کر داہنے زانو مبارک پر جگہ دی اور اِسی طرح دوسری رُوح کو کچھ الفاظ ارشاد فرمائے اور بائیں زانو مبارک پر بٹھایا اِس کے بعد حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ ''جب تمہارے شہادت نامہ پر ہم سب نے خوشنودی کی مُہریں ثبت کی تھیں اُس وقت دل میں اُمّت کی پریشانی کا خیال دامن گیر ہوا کہ عین اُسی وقت جبریل امین علیہ السلام نے آکر خوش خبری دی کہ ان دونوں شہزادگان کی اولاد کی یہ دو اَرواح شانِ جمال وجلال کے ساتھ پیدا کی جائیں گی، جن سے اسلام کا استحکام تا قیامِ عالم رہے گا اور وہ دونوں ارواح یہی ہیں جو رُوح پاک داہنے زانو مبارک پر ہے۔ یہ صاحبِ مقامِ فنافی الرسول ﷺ ہے اور یہ مرتبہ نبوّت کہلاتا ہے اور نبوت کی شاخ رحم ہے۔ اِس کا مرتبہ ظاہری غوث پاک اور قطبِ عالم ہوگا۔ اس کو میرے جسم سے تعلق ہے اور اِس سے ہدایتِ عظیم ظہور پذیر ہوگی۔ دوسری رُوح مبارک جو بائیں زانو پر ہے اس کا ظہور غوث پاک کے بعد ہوگا۔ اِس کا نام مخدوم علی احمد علاؤ الدین صابر رضی اللہ عنہ ہوگا، اس کو مرتبہ ولایت اتم کا حاصل ہوگا اور ولایت قہری کی شان ہے، یہ منکروں اور حاسدوں کی تکذیب کرے گا''۔ یہ فرما کر دربار برخاست کر دیا گیا اور میری آنکھ کھل گئی۔

محمد عربی ﷺ کے خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ، حضرت انس بن مالک، حضرت عبد العزیز بن حارث رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی اپنی علیحدہ تصانیف میں اس روایت کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ سیّدِ دوعالم ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۰ ہجری جمعۃ المبارک کی شب بعد ادائیگی نمازِ عشاء ہم سب لوگوں کو ہمراہ لے کر شہر مسقط کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ دُور جا کر ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ وہاں

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

خُرمے کے تین درخت موجود تھے۔ حضور اقدس ﷺ تھوڑی دیر ان درختوں کے درمیان چہل قدمی فرماتے رہے۔ اسی اثناء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! یہ سلسلہ تعلیم طریقت کس طرح چلے گا؟'' نبی رحمت ﷺ نے جواباً فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ آپ کی اُمّت میں ایسے ایسے اولیاء پیدا کروں گا کہ اُن کی ذات سے آپ کی اُمّت کے لوگ ہرگز ہرگز پریشان نہ ہوں گے''۔ نبی رحمت ﷺ نے مزید فرمایا کہ ''خالقِ ارواح نے عالم اوّل میں تمام ارواح کو چار صفوں میں کھڑا کیا اور ارواح کو مراتب و مدارج عنایت فرمائے۔''

یوم اَلست کے دن جب سب ارواح نے ربّ کریم کو سجدہ کیا تو مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ نے ہر بار صف اولیاء سے بڑھ کر صف انبیاء میں پہنچ کر سجدہ کیا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام اپنے پَروں پر اُٹھا کر اُن کو ہر بار صفِ اولیاء میں لاتے تھے۔ اُسی وقت حضرتِ مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کو مُہر ولایت جو پس پشت سیدھے شانے کے نیچے اور جگر کے اوپر ہے اور مقامِ فنافی اللہ ہے، عطا ہوئی۔

حضرت شیخ قطبِ ربّانی غوث الصمدانی سیّدنا عبدالقادر جیلانی حسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کریم الطّرفین اپنی ایک تصنیف ''کُربۃُ الوحدت'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شب عالمِ جبروت میں انہیں، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ ''اے فرزند! اللہ تعالیٰ نے حسن اور حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عوض ایک تم کو اور دوسرے مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کو مجھے عطا فرمایا ہے اور قریب ہے کہ وہ عبدالوہاب اور عبدالرّحیم کے جو تیری اولاد میں ہیں، کے گھر ظہور پذیر ہوگا۔''

۳۔ حسب ونسب:

حضرتِ مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام سیّد عبدالرّحیم

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

عبدالسلام، دادا کا نام سیّد عبدالوہاب اور پردادا کا اسم گرامی سیّد میراں محی الدین ابو محمد سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نامِ نامی اسم گرامی حضرت بی بی ہاجرہ عرف جمیلہ خاتون ہے۔ آپ بابا فریدالدین گنج شکر کی ہمشیرہ ہیں۔

۴۔ حضرت عبدالرّحیم عبدالسّلام رضی اللہ عنہ کی شادی بی بی ہاجرہ سے طے پائی:

روایت ہے کہ حضرت عبدالرّحیم عبدالسلام کا عقد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کی ہمشیرہ حضرت ہاجرہ سے بموجب حکمِ رسول اللہ ﷺ منعقد ہوا۔ رسمِ نکاح مورخہ ۱۷ / جمادی الثانی ۵۷۱ ھجری میں بمقام کھوٹووال علاقہ دیپال پور ضلع (ملتان) ساہیوال میں ہوئی۔ حضرت عبدالرّحیم عبدالسلام اٹھارہ ماہ تک کوٹھووال میں مقیم رہے پھر اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ بی بی کے ہمراہ شہر ہرات (کابل) میں حضرت محمد بن اسحاق کے ہاں منتقل ہو گئے۔ حضرت عبدالرّحیم عبدالسلام فرماتے ہیں کہ ایک نور جو یاقوت کی طرح جگمگاتا تھا، میری پشت اور دماغ کے درمیان متحرک رہتا تھا اور اُس کی حرکت سے ایک عجیب کیفیت مجھ پر طاری ہو جاتی تھی۔

۵۔ عجائباتِ پیدائش، شکمِ مادر میں اور اُس کے بعد:

وہ نور جو حضرت عبدالرّحیم عبدالسلام رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک میں ضوفشاں تھا، ۱۱ ربیع الثانی ۵۹۱ ھجری کو شبِ جمعتہ المبارک میں آپ کی پیٹھ سے منتقل ہو کر حضرت بی بی ہاجرہ کے بطن اقدس کو سونپا گیا اور ہر وقت طرح طرح کے عجائبات و برکات کا اظہار ہونے لگا۔ آپ کی والدہ ماجدہ خواب میں حضرت صابر رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے ہم کلام دیکھتی تھیں۔ پیدائش سے نو روز پہلے آپ کو آواز محسوس ہونے لگی کہ گویا کوئی شکم میں باآواز ذکرِ الٰہی میں مصروف ہے اور ''ظہور اللہ ہوں، ظہور اللہ ہوں'' کی آوازیں اکثر آتی تھیں۔

حضرت عبدالرّحیم عبدالسلام اپنی مشہور تصنیفِ لطیف ''انوارالشہود'' میں تحریر فرماتے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ہیں ''حضرت مخدوم پاک ۱۹/ربیع الاوّل ۵۹۲ھجری بوقت نمازِ تہجد دُنیا میں تشریف لائے۔ پیدائش کے وقت آسمانِ خشک سے ایک بجلی گری اور حاسد حاجی بُرہان مردودِ بارگاہِ لم یزل کے سر پر پڑی اور وہ واصل جہنم ہوگیا۔ یہ حاسد غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آپ کے خلاف مسلسل زہراُگلا کرتا تھا۔

مسماۃ بصری بنت طباف بیان کرتیں ہی کہ پیدائش کے وقت سرِ اقدس حرمِ پاک کی طرف تھا۔ دایہ موصوف نے غُسل دینے/کے واسطے قصد کیا تو اُس کے جسم میں ایک آگ قہرہ پیدا ہوئی۔ دایہ گھبرا کر دُور ہٹ گئی۔ والدہ مخدوم پاک نے فرمایا کہ یہ لڑکا اولادِ غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ہے باوضو ہوکر غُسل دیں۔ دایہ نے ایسا ہی کیا اور بعداز غُسل کفنی متبرّکہ آپ کو پہنائی گئی اور گود میں اُٹھالیا۔

حضرت مخدوم پاک نے جب آنکھ کھولی تو مکان کی چھت پر پڑی۔ فوراً ایک شدید آواز آئی اور مکان کی پختہ چھت شق ہوگئی۔ حضرت محمد بن اسحاق نے یہ ہیبت ناک آواز سُن کر والدہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لڑکے کو جلدی سے باہر لے آئیں کیونکہ مکان زمین پر گرا چاہتا ہے۔ ابھی یہی باتیں ہورہی تھیں کہ چھت مکان کے اوپر سے اُٹھی اور پیچھے جا گری اور آسمان صاف نظر آنے لگا۔ ابر کے ٹکڑے رنگ سرخ مثلِ یاقوت لمعان کے، آسمان سے آتے اور جسم مقدّسِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ سے ہم آغوش ہوکر واپس آسمان کی طرف چلے جاتے اور خوشبو لطیف پہلے سارے مکان میں اور پھر سارے شہر ہرات میں پھیل گئی اور لوگوں کے دماغ معطّر ہوگئے اور سورج کے طلوع ہوتے وقت تک حضرات رجال الغیب، رُقبا، نُقبا، نُجبا، اغیاث و اقطاب، مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے دست وپا کو بوسہ دے کر شرفِ یاب ہوتے رہے۔

۶۔ آپ شروع سے ہی صابر تھے:

پیدائش کے کئی روز بعد تک آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیا۔ ایک روز

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

حضرت ہاجرہ نے اس بات کا ذکر آپ کے والد محترم سے کیا۔ آپ کے والد محترم نے چار رکعت نمازِ نفل اَدا کی پھر اکیس (۲۱) بار ''یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیءً لِلّٰہِ مدد بِاذْنِ اللّٰہ'' پڑھ کر سرکار مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک پر دَم فرمایا تو آپ نے شِیرِ مادر نوش فرمانا شروع کر دیا۔ ایک سال تک آپ کا متواتر معمول رہا کہ ایک روز والدہ ماجدہ کا دودھ پیتے اور دوسرے دن روزہ سے رہا کرتے۔ آپ کے چہرۂ انور پر بچپن ہی سے صبر وقناعت کے آثار نمایاں تھے۔ جس وقت آپ نے تیسرے سال میں قدم رکھا تو دودھ پینا خود بخود چھوڑ دیا شاید اس لیے کہ لڑکی کے لیے پونے دوسال بعد اور لڑکے کے لیے دوسال بعد دودھ چھڑانے کا حکم ہے۔ اکثر دوسرے یا تیسرے دن جَو یا چنے کی روٹی کا ٹکڑا بقدرِ ضرورت نوش فرماتے۔

۷۔ عجائباتِ ایامِ طفلی:

حضرت مخدوم پاک دوسال کے تھے کہ ایک صبح آپ کے والد ماجد نمازِ تہجد سے فارغ ہو کر مراقبہ فرمارہے تھے کہ ایک سانپ چھت سے اُن کی کمر مبارک پر گرا۔ انہوں نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سانپ بیچ سے چِر کر دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ایک ٹکڑا اُن کی پیٹھ پر اور دوسرا دُور جا کر گرا اور سرکار مخدوم پاک رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے والد نے حضرت ہاجرہ کو جگا کر یہ سب دِکھلایا تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا کہ ''میں ابھی خواب میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، کہ میرا بیٹا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اب کوئی سانپ میرے اہلِ سلسلہ اور میرے خاندان کو نہیں کاٹے گا کیونکہ میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے اور تمام روئے زمین کے سانپ خائف ہو کر مجھ سے وعدہ کر گئے ہیں۔''

جب آپ چوتھے سال میں پہنچے تو آپ نے بولنا شروع کیا اور ۲۱ رربیع الاوّل ۵۹۶ ھجری صبح کو بیداری کے بعد بزبانِ فصیح فرمایا ''لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا ھُوْ'' یہ آپ کا پہلا بول تھا۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد بھی اُس وقت قریب ہی موجود تھے۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی فصیح و بلیغ مخاطبت سُن کر بے اختیار سجدۂ شکر میں گر پڑے اور بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کیا ''الٰہی تیرا شکر ہے کہ تُو نے اس بچّے سے سب سے پہلے اپنی موجودگی کا اقرار کرایا اور اپنے دیدار سے مُشرف فرمایا۔''

۷(الف)۔ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا وِرد:

آپ دن میں سات بار سجدہ فرمایا کرتے تھے۔ اوّل مغرب کے وقت، دوئم عشاء کے وقت، سوئم تہجد کے وقت، چہارم فجر کے وقت، پنجم دوپہر کو، ششم تیسرے پہر اور ہفتم عصر کے وقت۔ ان ساتوں اوقات میں آپ ''لاموجودہ الاھو'' کا وِرد فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایک حالت خاص آپ پر طاری ہو جاتی تھی۔ شب بیداری فرماتے۔ سوتے میں آپ کے منہ سے اکثر ''اللہ'' کا لفظ نکلتا تھا۔

۸۔ داغِ یتیمی:

پانچ سال کی عمر میں آپ کے والد صاحب کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ والد صاحب کے وصال کے بعد تقریباً ایک سال تک مکمل خاموش رہے۔ کسی سے کوئی کلام نہ فرماتے اور نہ کسی کی بات کا جواب دیتے۔ چھٹے سال میں آپ پر شدّت سے غلبہ جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ کبھی کبھی سائلوں کے سوال کا جواب بھی عنایت فرماتے اور والدہ ماجدہ سے کوئی چیز بھی مانگ لیا کرتے۔ تہجد کے وقت آپ کے پاس سے ایک آواز سنائی دیتی تھی ''ظھور اللہ ہوں'' سات سال کی عمر مبارک ہوئی تو یہ آواز آنا بند ہوگئی۔ جب کبھی اس بات کا مخدوم پاک رضی اللہ عنہ سے ذِکر کیا جاتا تو آپ شرما جاتے اور تبسم فرماتے تھے۔

آپ کے والد ماجد آپ کی پیدائش کے بعد پانچ سال تک زندہ رہے۔ ۵۶ سال کے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

تھے کہ آپ کے بدن میں زیرِ ناف درد شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ یہ درد شدید ہوتا گیا۔ اُس وقت آپ کی زبانِ مبارک سے یہ کلمہ کثرت سے جاری ہوتا ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شئی ءً لِلّٰہِ مَدَدُ کُنْ بِاذْنِ اللّٰہ'' والدمحترم کی اس بے چینی اور کرب کا یہ حال لوگوں نے حضرت مخدوم پاک صابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اور دُعا کے لیے مُلتجی ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ ''حضرت رسالت مآب ﷺ کی سواری تیار ہو چکی ہے۔ آسمانوں سے شور وغل کی آوازیں میرے کانوں میں آرہی ہیں۔ آپ تشریف لا کر میرے والد ماجد کو خلعت پہنائیں گے اور انہیں اپنے ہمراہ لے جائیں گے۔ دُعا کی حاجت نہیں''۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ اَدا ہو رہے تھے تو رُوح پاک حضرت عبدالرّحیم عبدالسلام رضی اللہ عنہ پرواز کر گئی اور سب لوگوں نے دیکھا اور کہا کہ تمام گھر خوشبو سے معطّر اور معنبر ہو رہا تھا۔

۹۔ایک کرشماتی واقعہ ''چاول تو پک گئے ہیں'':

حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہمارے ہاں دو تین دن سے فاقہ تھا۔ کھانے کو کچھ میسّر نہ آیا اور کسی سے مانگنے یا ذِکر کرنے کو بھی جی نہ چاہا۔ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد حضرت مخدوم دو جہاں رضی اللہ عنہ نے کہا، ''ماں! آج بھوک بہت لگی ہے۔ جو کچھ بھی ہو کھانے کو دیں''۔ دو پہر تک میں نے بہت کوشش کی کہ کچھ مل جائے تو مخدوم رضی اللہ عنہ کو پیش کروں مگر کچھ بھی میسّر نہ ہوا۔ نمازِ ظہر کے بعد مخدوم صابر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا ''ماں اب میں بھوک کی وجہ سے بہت بے تاب ہوں، جو کچھ بھی ہے دے دیجیے''۔ میں نے اُن کی تسلّی کے لیے دیگچی میں پانی ڈالا اور چولھے پر رکھ کر آگ جلا دی۔ جب تقاضہ کرتے، یہی کہتی کہ ابھی پکا نہیں تھوڑی دیر تک تیار ہو جائے گا۔ الغرض نمازِ مغرب اَدا کرنے کے بعد کہنے لگے ''اب مجھ میں تاب نہیں آپ مجھے کچا ہی کھلا دیجیے''۔ اتنا کہہ کر وہ خود ہی دیگچی کے پاس گئے،

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:)''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ڈھکن کھولا اور فرمایا ''چاول تو پک گئے ہیں، آپ مجھے جلدی سے دے دیجئے''۔ چاولوں کا نام سُن کر میرے کان کھڑے ہوئے اور میں حیران ہوئی کہ چاول کہاں سے آ گئے۔ میں نے تو دیگچی میں صرف پانی ڈالا ہوا تھا جو کھولتا رہا۔ جا کر دیکھا تو واقعی بہت عمدہ چاول پکے ہوئے تھے۔ میں نے علی احمد کو اس میں سے نکال کر کھلائے اور مولوی محمد ابوالقاسم کو بھی دِکھلائے اور کھلائے۔ دیگر احباب نے بھی یہ چاول کھائے۔ میں نے اُسی وقت یہ فیصلہ کیا کہ علی احمد رضی اللہ عنہ کو کسی صاحبِ باطن کے سپرد کیا جائے۔ مولوی محمد ابوالقاسم گرگامی کے مشورہ پر انہیں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کے پاس لے جانے کا منصوبہ بنایا۔

۱۰۔ والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ پاک پتن میں:

رختِ سفر باندھا گیا۔ محمد ابوقاسم گرگامی، حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ کو ہمراہ لے کر قصبہ (اجودھن) موجودہ پاک پتن شریف، علاقہ دیپال پور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں علیم اللہ ابدال حاضر ہوئے اور بابا صاحب فریدالدین رضی اللہ عنہ کو اطلاع دینے کی اجازت چاہی مگر محمد ابوقاسم گرگامی نے منع فرما دیا کہ ہماری آمد کی اطلاع بابا صاحب کو نہ دی جائے۔ محمد ابوقاسم گرگامی نے علیم اللہ ابدال سے سوال کیا کہ آپ اتنی دیر کہاں رہے۔ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی خبر ہی نہ لی۔ تو انہوں نے بتایا کہ جناب عبدالرّحیم عبدالسلام کے وصال کے بعد میں پوشیدہ طور پر مخدوم دو جہاں رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہتا اور بموجب حکم ظاہر ہوا ہوں۔ اب ان شاء اللہ تاحیات مخدومِ جہاں رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہ ہوں گا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ہرات (کابل) سے پاک پتن کا مہینوں کا سفر ان اصحاب کی برکت سے صرف گیارہ دن میں مکمل ہو گیا۔ اتنا لمبا سفر چند دِنوں میں طے کرنا ایک کرشماتی بات ہے۔

۱۱۔ مادرزاد ولی:

پاک پتن پہنچنے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کو اُن کے

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ماموں، جناب مسعود العالمین اغیاث الہند، بابا فرید الدین رضی اللہ عنہ کی گود میں بٹھایا تو حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ پر ایک عجیب وغریب کیفیت کا غلبہ ہوا اور سب سے پہلی بات جو آپ نے اپنے ماموں جان سے کی وہ یہ تھی کہ ''آج سے تین سال بعد میرے دادا جان کا وصال ہو جائے گا''۔ بابا صاحب نے فرمایا ''بیٹا! تمہیں اس بات کا کیونکر علم ہوا، تمہارے دادا سیّد سیف الدین عبدالوہاب تو بغداد شریف میں رہتے ہیں اور تم یہاں ہمارے پاس ہو''۔ آپ نے عرض کیا ''ابھی میں نے اپنے قلب کی طرف دیکھا تو والد ماجد قبلہ کی صورت سامنے آ گئی اور انہوں نے اپنے داہنے ہاتھ کی تین اُنگلیاں میری طرف اُٹھائیں اور یہ موت کی دلیل ہے''۔ یہ سُن کر بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سینے سے لگا لیا اور حالتِ جذب میں آ گئے اور بار بار فرمانے لگے ''مرحبا فرزند علی احمد صابر، بطنِ الولی! بطنِ لولی! بطنِ الولی!'' اور کمال استغراق کی حالت میں اپنے سیدھے ہاتھ کی تین اُنگلیاں حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے سینہ پر بالائے قلب رکھ کر تین مرتبہ فرمایا ''تجھ سے تین جمالِ ذات ہوں گے'' اور اپنی ہمشیرہ حضرت ہاجرہ سے کہنے لگے ''ان کا کُرتہ اُوپر اُٹھائیں'' جب والدہ مخدوم پاک نے کُرتہ اُوپر اُٹھایا تو دائیں شانے کے نیچے بالوں کا ایک عجیب گُچھا دیکھا۔ آپ نے اپنی ہمشیرہ سے فرمایا ''آپ کو معلوم ہے یہ بالوں کا گُچھا کیسا ہے؟''۔ ہمشیرہ محترمہ نے عرض کیا ''سُنتی ہوں کہ یہ خوش بختی کی علامت ہے۔ اگر خوش بختی یہی ہے کہ صغر سنی میں والد فوت ہو جائے تو میرا علی احمد واقعی بہت خوش قسمت ہے''۔ یہ کہتے ہوئے اُن کا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے۔ بابا صاحب نے فرمایا ''بہن رونے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کی پشت پر سیاہ بالوں کی ترتیب سے لفظ ''ولی اللہ'' لکھا ہوا ہے۔ یہ کوئی معمولی بشارت نہیں۔''

۱۲۔ دُنیاوی تعلیم یا تعلیم ظاہری:

حضرتِ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ نے حضرت مخدوم علی احمد رضی اللہ عنہ

۱۲۷۲۳۷۷

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

کو تین سال تک اُس وقت کے رائج ظاہری علوم کی تعلیم دی۔ اس تین سال کے عرصہ میں حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے اتنا علم حاصل کرلیا تھا جتنا کوئی دوسرا بچہ چھ سال میں بھی نہ سیکھ سکتا تھا۔ اس دوران مولانا محمد ابوالقاسم گرگامی اور والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ، بابا صاحب فرید الدین رضی اللہ عنہ کے پاس پاک پتن میں مقیم رہے۔ سرکار بابا فرید الدین رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف ''سِرّ العبودیت'' میں تحریر فرمایا کہ مخدوم پاک کے جدّ امجد حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب نے خواب میں فرمایا کہ ''ہم بچے کو آپ کے سپرد کرتے ہیں کہ آپ اُن کے اُستاد بھی ہیں اور سرپرست بھی اور پیر طریقت بھی۔''

۱۳۔ بیعت خاندانِ علویہ حنفیہ:

سرکار بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے ۲۵ رشوال المکرّم ۶۰۳ ھجری کو بعد نمازِ عصر جناب مخدوم پاک سے، اپنی ہمشیرہ کی موجودگی میں، اپنے دستِ حق پرست پر بیعت لی اور رُموزِ باطنیہ سے آگاہ فرما کر سینہ بے کینہ کو اسرارِ معرفت کے خزانے اور نکات طریقت وحقیقت کے خزانوں سے لبریز کردیا اور علویہ وحنفیہ دو خاندانوں کی اجازت سے مُشرّف وممتاز فرمایا۔ سرکار بابا فرید الدین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ اور والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا بھی شکریہ اَدا کیا کہ ایسا بیش بہا سعادت مند فرزند آپ نے مجھے عنایت کیا ہے کہ اگر میرے بدن کا رونگٹا رونگٹا خداوند عالم کا شکر اَدا کرے تب بھی حق اَدا نہ ہوسکے۔ یہ پروردگار کی بہترین مخلوق ہیں۔ اُن کے مراتب وفضائل، پیشن گوئیوں کے ذریعے مجھ تک پہنچائے گئے۔ اس کے بعد حضرت ہاجرہ بی بی والدہِ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اطمینانِ دل کے بعد واپس ہرات (کابل) جانے کی تیاری کرنے لگیں اور اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میرا بچہ شرمیلا ہے۔ آپ اس کے کھانے پینے کی خود نگرانی کریں۔ سرکار بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے تبسّم فرمایا اور اُسی وقت

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجلّ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

مخدوم پاک کو لنگر خانے کا سارا انتظام سپرد کر دیا جس میں تقریباً تین سو غُربا کو کھانا دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد سرکار بابا صاحب نے اپنی ہمشیرہ ہاجرہ بی بی عرف جمیلہ خاتون سے دوسری بات دریافت فرمائی تو ہمشیرِہ سرکار بابا فریدالدین مسعود گنج شکر نے عرض کیا کہ جب میں دوبارہ واپس آؤں تو اُس وقت اپنی بھتیجی (بابا صاحب سرکار کی صاحبزادی) سے بیٹے کی شادی کروں گی۔ بابا صاحب فریدالدین رضی اللہ عنہ نے ہنس کر فرمایا ''دونوں بچے آپ کے ہیں۔ آپ کو اختیار ہے''۔ اس کے بعد مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ پاک پتن شریف سے ہرات (کابل) روانہ ہوگئیں۔

۱۴۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ بحیثیت نگراں لنگر خانہ:

حضرتِ بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک لنگر خانہ سن ۶۰۱ ھجری سے جاری تھا۔ اس میں تقریباً تین سو کے قریب غربا، یتامیٰ، بیوگان، مساکین، محتاجین، مسافر، مہمان اور خدّامِ بارگاہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ یہ خدمت حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے شوال ۶۰۳ ھجری میں سپرد کی گئی۔ آپ کا معمول تھا کہ نمازِ مغرب کے بعد اپنے حجرہ شریف سے باہر تشریف لاتے اور لنگر تقسیم فرما کر واپس حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ پھر بعد نمازِ اشراق حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور لنگر تقسیم فرماتے۔ آپ شبانہ روز شُغلِ نوری میں مشغول رہا کرتے۔ اکثر اصحاب نے اپنی اپنی تصانیف میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ کبھی کسی نے آپ کو خود لنگر کھاتے نہیں دیکھا۔ عرصہ دراز بارہ سال کے بعد والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سے ملنے ہرات (کابل) سے پاک پتن تشریف لائیں تو بیٹے کو انتہائی لاغر دیکھ کر افسردہ ہوگئیں۔ شدّتِ جذبات سے بھائی سرکار بابا فرید سے اپنے بیٹے مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن نکلتا کچھ اور تھا۔ بڑی مشکل سے کہا ''بھائی! کیا میں نے چلتے وقت آپ سے یہ درخواست نہ کی تھی کہ میرے علی احمد کو بھوکا نہ رکھنا''۔ پھر مخدوم پاک کی طرف اشارہ کر کے کہا ''ذرا ان کی صحت تو دیکھیں، ہڈیوں کا

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ڈھانچہ بن گیا ہے''۔ اس کے بعد آنچل میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ بابا صاحب نے بارہ سال میں شاید پہلی مرتبہ ہڈیوں کے اس پنجر کو بغور دیکھا اور فرمایا ''بخدا ہم نے انہیں بھوکا نہیں رکھا۔ آپ کو خوب یاد ہوگا کہ آپ کے روبرو ہی لنگر کی تقسیم کا کام ہم نے اُن کے سپرد کر دیا تھا۔ یہ لنگر کے حاکم و مختار تھے، جس کو چاہتے دیتے اور جس کو چاہتے نہ دیتے۔ اس لنگر سے جو چاہتے کھاتے، کسی نے اُن کا ہاتھ تو نہیں پکڑ رکھا تھا''۔ ماں نے بیٹے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے بیٹے سے پوچھ رہی ہوں ''پھر تمہارا یہ حال کیونکر ہوا؟'' بیٹے کے جواب نے ماں کو چونکا دیا۔ فرمایا ''اماں! ماموں جان نے لنگر تقسیم کرنے کا کام ہمارے سپرد کیا تھا، خود ہمیں تو کھانے کی اجازت نہیں مرحمت فرمائی تھی''۔ مطلب یہ تھا کہ بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ کے حکم میں اشارہِ خودخوردن نہ تھا۔ بابا فرید رضی اللہ عنہ نے شفقت سے بھانجے کی طرف دیکھ کر دریافت فرمایا ''پھر آپ بارہ سال تک کہاں سے اور کیا کھاتے رہے؟''۔ روایات کے مطابق یہ مدّت تیرہ سال سات ماہ ہے۔ سعادت مند بھانجے نے جواب دیا ''جنگل کی نباتات، گھاس، پتّے وغیرہ''۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے ''دُعائے نور'' کے وِرد کی برکت سے بھوک برداشت کی۔ بابا فرید رضی اللہ عنہ نے فرطِ محبت سے فرمایا ''آپ نے صبر کی حد کر دی علی احمد! آپ صابر ہیں۔ اس میں آپ یکتا ہیں''۔ اس کے بعد آپ کو ''صابر'' کہا جانے لگا۔ بعد میں آپ کا رُوحانی سلسلہ ''صابری'' سلسلے کے نام سے جانا جانے لگا۔

۱۵۔ جلالِ صابری رضی اللہ عنہ اور بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے بچوں کا انتقال:

حضرت مسعود العالمین رضی اللہ عنہ مکتوب بِسرِّ العبودیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہمارے صاحبزادے نعیم الدین صاحب جن کی عمر تقریباً تین سال کے قریب تھی۔ ایک دن کواڑ حجرۂ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے اندر جھانکنے لگے، اُسی وقت خون کی قے آئی اور واصل بحق

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ہو گئے اور چند روز بعد فرزند فرید بخش نے جن کی عمر سال بھر کے قریب تھی، حجرہ شریف جناب صابر رضی اللہ عنہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کر دیا۔ ایک پسّو نے ان کو ڈنک مارا اور اُن کے منہ سے خون جاری ہو گیا اور ایک پہر کے بعد جاں بحقِ تسلیم ہوئے۔ ان واقعات سے عوام اور خدّام کو آگاہ کر دیا گیا تھا کہ مخدوم علی احمد صابری برہنہ شمشیر (ننگی تلوار) ہیں جو کوئی اُن کے قریب ہوگا ہلاک ہو جائے گا۔ جب وہ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائیں تو کوئی اُن کے سامنے نہ آئے نہ اُن سے آنکھ ملا کر بات کرے۔ اس کے گیارہ روز بعد سرکار بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے جن کی عمر اُس وقت بائیس سال کے قریب تھی، بغیر اجازت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے لنگر خانے میں چلے گئے اور لنگر تقسیم کرنے کے لیے خدّام سے کہا کہ وہ لنگر لائیں تو میں تقسیم کروں۔ خدّام نے منع کیا کہ یہ خدمت حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ انجام دیتے ہیں، لنگر وہی تقسیم فرمائیں گے، لیکن فرزند بابا فرید الدین، عزیز الدین صاحب نے ان کی بات نہ مانی اور کہا کہ ''لنگر ہمارے باپ کا ہے تم لوگ کیوں مخالفت کرتے ہو'' اور لنگر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اس بات کا ذِکر انہوں نے والدہ ماجدہ سے بھی کیا۔ یہ سُن کر وہ فرمانے لگیں ''اللہ خیر کرے ابھی دو لڑکے تو قضا ہو چکے، یہ تُو نے کیا غضب کیا؟'' مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کچھ ہی دیر بعد اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور خدّام سے فرمایا ''لنگر لاؤ تا کہ تقسیم ہو''۔ تو خدام نے خاموشی اختیار کر لی۔ جب آپ نے دوبارہ لنگر لانے کا تقاضہ کیا تو خدّام نے عرض کیا حضرت لنگر تو عزیز الدین صاحب تقسیم فرما گئے ہیں۔ حضرت مخدوم پاک نے پھر فرمایا جو بچا ہو وہی لاؤ۔ میں تقسیم کر دوں۔ خدّام نے عرض کیا حضور کچھ بھی نہیں بچا۔ وہ سب تقسیم کر گئے۔ اس پر حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''پھر وہ خود کیوں بچا''۔ یہ کلمہ حضرتِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکلنا تھا کہ صاحبزادے عزیز الدین کی رُوح جسدِ خاکی سے پرواز کر گئی اور گھر میں کہرام مچ گیا۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۱۶۔ مخدوم پاک کی شادی کے لیے حضرت ہاجرہ کی بابا صاحب رضی اللہ عنہ سے باقاعدہ درخواست:

بابا صاحب فریدالدین حضرت مسعودالعالمین رضی اللہ عنہ کی شادی ہندوستان کے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے یہاں ہوئی تھی۔ اب اس بادشاہ زادی کی بچّی جوان ہورہی تھی۔ والدہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کو یہ بچّی بہت اچھی لگتی تھی۔ کیونکہ سرکار مخدوم پاک رضی اللہ عنہ بھی جوان ہوچکے تھے اس لیے اُن کی خواہش تھی کہ بیٹے کا سہرا دیکھ لیں۔ لڑکی گھر میں موجود تھی اور یہ بات پہلے بھی ضمناً ہوچکی تھی۔ ایک روز والدہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے پھر بابا صاحب سے اس بات کا ذِکر فرمایا اور شادی کی درخواست کی۔ بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے بہن کی درخواست کا جواب دینے کے بجائے فکرمندانہ سکوت اختیار کیا۔ بہن نے اس تردّد کا مطلب پوچھا اور سوال کیا کہ ''کیا علی احمد رضی اللہ عنہ آپ کا بھانجہ نہیں ہے؟''۔ بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''کیوں نہیں''۔ بہن نے پھر سوال کیا ''پھر آپ کو اس رشتہ میں تامّل کیوں ہے؟''۔ بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے بدستور فکرمند لہجہ میں جواب دیا ''یہ بات نہیں، بہن ہم کسی دوسری وجہ سے فکرمند ہیں''۔ بہن جذبات میں آگئیں اور غصّے سے کہا ''شاید اس لیے کہ یہ بیوہ کا لڑکا ہے اور آپ کی بیٹی شہنشاہ ہند کی نواسی ہے۔ اس لیے آپ علی احمد کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں''۔ بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ نے بہت نرمی سے فرمایا ''بہن آپ نے میرے تامل کا مطلب غلط لیا ہے۔ ہم تو اس لیے فکرمند ہیں کہ یہ شادی انہیں راس نہیں آئے گی۔ ان کا جلال لڑکی کو ہلاک کردے گا۔ اگر آپ پھر بھی اس رشتہ پر بضد ہیں تو ہم دونوں کی شادی کیے دیتے ہیں، لیکن اس شادی کا انجام وہی ہوگا جو ہم نے آپ سے ذِکر کیا ہے۔''

۱۷۔ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا نکاح بابا فریدالدین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے طے پایا:

بالآخر ۲۱ رشوال المکرّم ۶۱۳ ھجری کو نماز مغرب سے قبل جناب مخدوم پاک رضی اللہ عنہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

کا نکاح بابا صاحب فریدالدین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے ہُوا۔ اُسی شب والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے خلافِ معمول حضرتِ صابرصاحب کے حجرہ میں خود جا کر چراغ روشن کیا اور دُلہن کو حجرہ میں پہنچا دیا اور خود حجرہ کے دروازہ پر بیٹھی رہیں اور عروس حجرہ کے اندر حضرت مخدوم پاک کے حضور دست بستہ کھڑی رہیں۔ تہجد کے وقت جناب مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کو مراقبہِ فنا سے فرصت ہوئی تو خلاف معمول کسی دوسرے کو حجرہ میں موجود پا کر پوچھا ''کون؟'' عروس نے عرض کیا ''میں آپ کی زوجہ ہوں'' مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اللہ تو اَحد ہے زوجہ سے کیا کام''۔ اُسی وقت زمین سے ایک آگ پیدا ہوئی اور جسمِ عروس جل کر خاک ہو گیا۔ والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے یہ گفتگو سُن کر چاہا کہ جا کر صابر صاحب رضی اللہ عنہ کو منع کر دیں، لیکن حجرہ کی زنجیر کھول کر اندر جانے تک دُلہن کا جسم جل کر جاک ہو چکا تھا۔ والدہ نے مخدوم پاک کی پشت مبارک پر دونوں ہاتھ مارے اور فرمایا ''میں تمہارے ماموں کو کیا جواب دوں گی؟''۔ جناب مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے کیا کیا؟''۔ والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے تیرا نکاح آج تیرے ماموں کی لڑکی سے کیا تھا اور دُلہن کو تیرے کمرے میں لائی تھی، تُو نے اُسے جلا دیا، خاک کا ڈھیر یہ موجود ہے''۔ مخدوم پاک نے جواباً کہا ''میں نے کچھ نہیں کیا''۔۔ جب یہ چھوٹا سا خاندان یک جا ہوا اور سوگوار چہرے آمنے سامنے آئے تو سرکار بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے رنج اور صدمے سے رنجیدہ بہن کی طرف دیکھا، جیسے کہہ رہے ہوں تم نے دیکھا جو ہم نے کہا تھا وہی ہو کے رہا۔ بہن نے اشکبار نظروں سے بھائی کی طرف دیکھا تو شرم و ندامت سے نظریں چُرانے لگیں۔ وہ اپنی ضد پر بہت زیادہ شرمسار اور نادم تھیں۔ اُسی روز والدہِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ بخار میں مبتلا ہو گئیں جس سے وہ جانبر نہ ہو سکیں اور حالتِ استغراق میں جاں بحقِ تسلیم ہوئیں۔ خدّام نے عرض کیا والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ جنازہ تیار ہے۔

Marfat.com

> اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
> (ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

برائے مدفون موضع کوٹھووال (دیپال پور) جائے گا۔آپ شرکت فرمائیں۔مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''مجھے لنگرِ خدا سے والدہ زیادہ عزیز نہیں ہیں۔شرکِ مرشد من بابا فرید کفایت کرد'' بابا فرید کی شرکت سے میری شرکت ہو جائے گی۔

۱۸۔دہلی کی ولایت کی پہلی تقرری:

والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی ریاضت میں اس قدر شدّت آگئی کہ انہیں دُنیا کا ہوش ہی نہ رہا۔دُنیا والوں سے ملنا جلنا اور بات چیت کرنا بالکل چھوڑ دیا۔زبان میں ایسی تاثیر پیدا ہوگئی کہ منہ سے جو بھی نکل جاتا وہ فوراً ہو جاتا۔لوگ اُن سے ڈرنے لگے اور دُور رہتے اور یہی حکم بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ کا بھی تھا کہ یہ ننگی تلوار ہیں۔

سرکار بابا فرید رضی اللہ عنہ اُن کے رُوحانی اِرتقا سے بخوبی آگاہ تھے۔ایک دن آپ نے وقت کے اولیا کرام اور بزرگانِ دین کو اکھٹا فرمایا اور اُن کی موجودگی میں مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنی کُلاہ رکھ کر اس پر سبز عمامہ شریف باندھ دیا۔ایک قینچی بھی اُس غرض سے عطا فرمائی کہ بالوں کی تراش خراش میں آسانی ہو۔مُصلّی نماز کے لیے عنایت فرمایا۔اس تقریب میں انہیں دِلّی کی ولایت کا پروانہِ تقرری عطا فرمایا۔ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ یہ پروانہ اُس وقت تک کارآمد نہ ہوگا جب تک اُس پر قطبِ عصر شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مُہر قطبیت نہ لگا دیں۔

۱۹۔ولایت کا تقرری نامہ چاک کرنے کا واقعہ:

حضرتِ شیخ فرید الدین سرکار کا یہی طریقہ کار اور معمول تھا کہ وہ اپنے خلیفہ کو کہیں متعین فرمانے سے پہلے جو اجازت نامہ دیتے اُس پر حضرت شیخ جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ سے دستخط ضرور کرا لیتے۔اسی لیے حضرت شیخ علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ ہانسی روانہ ہوئے۔وہاں جب ڈولے پر سوار خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو حضرت شیخ جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ اُن کے استقبال

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

کے لیے دروازہ تک آئے، لیکن حضرت غوث صمدانی صابر رضی اللہ عنہ ڈولے/ چنڈول پر سوار ہی خانقاہ کے اندر چلے گئے اور وہاں جا کر فرش پر اُترے۔ حضرت شیخ جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کو اگرچہ یہ اَدا پسند نہ آئی پھر بھی تعظیم وتکریم کے ساتھ اپنی مسند پر بٹھایا اور حضرتِ پیر بابا جی سرکار کی خیریت پوچھتے رہے۔ پھر مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد حضرتِ غوثِ صمدانی صابر رضی اللہ عنہ نے وہ تقرری نامہ پیش کیا جو پیرومرشد نے انہیں دہلی جانے کے لیے عطا فرمایا تھا۔ چراغ موجود نہ تھا اس لیے دستخط کرنے میں تھوڑی دیر ہوئی، پھر چراغ آ گیا اور جیسے ہی اجازت نامہ پڑھنے کے لیے کھولا گیا، تیز ہوا چلی اور چراغ بُجھ گیا۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے بے دلی سے فرمایا ''علی احمد صبر کرو صبح نمازِ فجر کے بعد مُہر لگا دیں گے''۔ سرکار مخدوم دو جہاں رضی اللہ عنہ نے اس عُذر کو رد کر دیا اور اپنی اُنگلی پر کچھ پڑھ کر دَم فرمایا وہ چراغ کی طرح روشن ہوگئی اور اپنی روشن اُنگلی کو آگے بڑھاتے ہوئے۔ سرکارِ دو جہاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''روشنی ہوگئی، فرمان پر مُہر لگا دیجیے''۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرتِ غوث صمدانی نے بجھے ہوئے چراغ پر بے ساختہ پھونک ماری اور وہ جل گیا، روشن ہو گیا۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ یہ برداشت نہ کر سکے اور کبیدہ خاطر ہو کر وہ تقرری نامہ چاک کر دیا اور فرمایا تمہاری پھونک سہنے کی دہلی میں کہاں طاقت ہے۔ وہ تمہاری ایک ہی پھونک مارنے سے ساری کی ساری جل جائے گی۔ حضرتِ غوث الصمدانی صابر رضی اللہ عنہ نے غصہ سے فرمایا کہ چونکہ آپ نے میرا اجازت نامہ پھاڑا ہے اس لیے میں آپ کا سلسلہ ہی چاک کیے دیتا ہوں۔ یہ سُن کر حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ گھبرا گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ اوّل سے یا آخر سے۔ آپ نے جواباً فرمایا اوّل سے۔ پھر غصہ ہی میں اُٹھے اور اپنے پیرومرشد کے یہاں جا کر سارا واقعہ بیان فرمایا۔ حضرتِ بابا فرید الدین نے فرمایا ''پارہ کردہ جمال را فرید نتواں دوخت'' (جمال کے پھاڑے کو فرید نہیں سی سکتا)

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۲۰۔ بیعتِ خاندان چشتیہ:

''سِرّ العبودیت'' مکتوبِ نطاب میں بابا صاحب سرکار فرید رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صابر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ معظّمہ کی وفات کے تین سال بعد تک ایک ہی پہلو پر اپنے حجرہ میں حالتِ استغراق میں محوفنائے تامہ کے حصول میں مشغول رہے۔ بابا صاحب فرید رضی اللہ عنہ بموجب الہامِ باطن ۱۷ محرم الحرام ۶۳۳ ھجری بعداز نمازِ اشراق سرکار مخدومِ دوجہاں صابر رضی اللہ عنہ کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے اور استغراق کی اس شدّت کو دیکھ کر کان میں سات بار کلمہ اثبات (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ) بلند آواز سے پڑھا تو صابر صاحب رضی اللہ عنہ نے چشمِ نرگسیں کھولیں اور ہوش میں آ کر اپنے ماموں جان کو آداب بجالائے اور بابا صاحب فرید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے اور بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ نے آپ کی طبیعت کے اِستقلال کے لیے آپ کو مجلس میں بٹھایا۔ عصر کے وقت آپ کے حواس کچھ کچھ درست ہوئے۔ بابا صاحب سرکار فرید رضی اللہ عنہ نے بعداز نمازِ عصر حاضرین محفل کے رُوبرو جناب مخدوم پاک صابر رضی اللہ عنہ سے ہاتھ پر بیعت لی اور خاندان چشتیہ بہشتیہ میں مشرف فرما کر کیفیتِ باطن و تعلیم و سلوک سے مستفیض فرمایا اور اپنی کُلاہ مبارک پہنادی اور اپنا خرقہ مقدسہ اُوڑایا (پہنایا) اُس دن سے مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا یہ معمول ہو گیا کہ آپ بابا صاحب فرید رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہ کر آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے آداب و احکام، آثار، اصلاح، سیئات، حسنات، اذکار، اشغال افکار، اِسرار، متعلقہ ہر ایک مرتبہ کے سیکھتے اور شب استغراق (کسی خیال میں ڈُوب جانا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہو جانا) میں بسر ہوتی۔

۲۱۔ بابا صاحب فرید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جو شخص میرا مُرید یا میرے مُرید کا مُرید ہوگا اور میرے شجرہ میں شامل ہو۔ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوگی''

''تذکرہِ خواجگانِ چشت'' کے مصنف بابِ ''حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس اللہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:)''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

سرہٗ العزیز'' میں ''حضرت شکر گنج رضی اللہ عنہ کے مُریدین کی فضیلت'' کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ ایک دن شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین ذکریا قدس اللہ سرہٗ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ آج جو شخص بھی تمہارا چہرہ دیکھ لے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ چنانچہ لوگوں کی آسانی کے پیش نظر حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین ذِکریا ملتانی رضی اللہ عنہ چنڈول/ ڈولے پر سوار ہو کر شہر میں نکلے۔ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج پاک پتن والوں کا خادم ''میاں بھورا'' گلی میں کھڑا تھا۔ اُس نے غلغلہ سنا تو لوگوں سے پوچھا یہ سب کچھ کیا ہے؟ اس مجمع میں شریک ایک شخص نے بتایا کہ آج حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ جو شخص آج اُن کی صورت دیکھ لے گا اُس کے اوپر کل دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ اسی لیے حضرت چنڈول پر سوار ہو کر خود باہر نکل آئے ہیں۔ جب چنڈول نزدیک پہنچا تو بابا فرید رضی اللہ عنہ کا خادم ''میاں بھورا'' چنڈول کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا اور بولا کہ ''حضرت شکر گنج کی کفش برداری سے جب دوزخ کی آگ مجھ پر حرام نہ ہو گی تو حضرت شیخ ذکریا کی صورت دیکھنے سے کیا ہو گی۔ وہ صادق العقیدہ جب حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُسے دیکھتے ہی فرمایا کہ ''بھورا آج تُو کہاں تھا؟ اور کیا دیکھا؟'' اُس نے سارا واقعہ بابا جی فرید سرکار سے بیان کیا۔ اُس کی زبانی سارا حال سُن کر حضرت مخدوم سرکار بابا صاحب پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے کہ ''ابھی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص میرا مُرید یا میرے مُرید کا مُرید ہو گا اور میرے شجرہ میں شامل ہو گا، دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہو جائے گی''۔ ہمارے شیخ حضرت علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ بانیِ سلسلہ ''صابریہ'' اور حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ بانی سلسلہ ''نظامیہ'' نہ کہ بابا جی سرکار فرید رضی اللہ عنہ کے چشتیہ سلسلے میں بیعت یافتہ مُریدین ہیں بلکہ آپ کے شجرہ شریف خاندان

Marfat.com

چشتیہ میں بھی شامل ہیں۔ صابری حضرات ملاحظہ فرمائیں ''شجرہ شریف'' خاندانِ عالیہ چشتیہ صابریہ وہ شجرہ شریف خاندان عالیہ چشتیہ نظامیہ۔ اس لیے چشتیہ سلسلے سے منسلک صابریہ اور نظامیہ سلسلے میں شامل حضرات کو اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نہ کہ چشتی، صابری اور نظامی حضرات پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی بلکہ جنت میں اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا مُقیم فرمائے گا۔ یہ بات ایک مرتبہ بہت ہی محتاط انداز میں ہمارے شیخ حضرت مجیب احمد قادری، چشتی، صابری، نظامی نے بھی فرمائی تھی، لیکن آپ نے موضوعِ سخن پوری طرح بیان نہ فرمایا۔

۲۲۔ مُہر ولایت کا اظہار:

حضرت بابا فرید سرکار رضی اللہ عنہ ''سرّ العبودیت'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۵ ررمضان المبارک ۶۵۰ ھجری شب جمعتہ المبارک کو بعد نمازِ تہجد اُنہوں نے خواب میں اپنے مُرشد حضرت خواجہ قطب الاقطاب، قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں ''مخدوم علی احمد کو جلد ہمراہ لے چلو'' میں نے عجلت کے باعث عالمِ مثال میں ہی مخدوم علی احمد صابر کو اُن کے حجرہ سے اپنے ہمراہ لیا اور حضرت پیرومُرشد قبلہ کے پیچھے روانہ ہوا۔ تھوڑی ہی دیر میں عالمِ ملکوت سے عالمِ جبروت سے گزر رہوا۔ وہاں چاروں طرف ایک نور کا عالم تھا۔ ایک عالی شان دربار لگا ہوا تھا جس میں حضور سرورِ کائنات، محمد مصطفیٰ ﷺ رونق افروز ہیں اور اردگرد مجھ کو اور علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کو سرکار ﷺ کے رُوبرو پیش فرمایا۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے مخدومِ دوجہاں صابر رضی اللہ عنہ کی پُشت کی جانب سیدھے شانے پر بوسہ دے کر زبانِ فیضِ ترجمان سے ارشاد فرمایا ''هٰذَا وَلِیُّ اللّٰهِ'' پھر میں نے اُس جگہ کو بوسہ دے کر کہا ''هٰذَا وَلِیُّ اللّٰهِ'' اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوگیا کہ سب حاضرین محفل نے اس جگہ کو بوسہ دے کر کہا ''هٰذَا وَلِیُّ اللّٰهِ''۔ حضور اکرم ﷺ کی اِتباع میں ویسا ہی کیا پھر ملائکۃ اللہ نے حضور اکرم ﷺ کی اتباع کی۔ اس

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

قدر مبارک باد کی آوازیں میرے کانوں میں آنے لگیں کہ میں بے اختیار ہو کر جاگ اُٹھا اور باہر دیکھا تو ''لیلۃ القدر'' ہے۔ میں اُسی وقت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے حجرہ کی طرف گیا تو دیکھا کہ حجرہ کا دروازہ خلافِ معمول کھلا ہوا ہے اور انوار کی بارش ہو رہی ہے اور مخدومِ دو جہاں رضی اللہ عنہ عالمِ استغراق میں ہیں اور جو عالمِ جبروت میں دیکھا تھا، اسی طرح ہو رہا ہے۔ تمام رُقبا و نُقبا و نُجبا و ابدال و اغیاث و اقطاب و رِجَالُ الْغیب اور بادشاہِ جنات آ آ کر مخدومِ دو جہاں رضی اللہ عنہ کی مُہرِ ولایت کو بوسہ دے کر ''ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہِ'' کہتے ہیں اور مجھ کو مبارک باد دیتے ہیں۔

۲۳۔ ارشادات و امامت و خلافت خاندانِ چشتیہ۔

مسندِ خلافت و ولایت برائے شہر کلیر شریف:

اس اہم واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کے بعد اُسی روز بابا سرکار فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ نے حضرت مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے بٹھا کر ایک مجلس میں اُس وقت کے بڑے بڑے بزرگانِ دِین سے مُہر ولایت کا ذکر کیا۔ سب حضرت نے یکے بعد دیگرے مُہر ولایت کو بوسہ دیا اور ''ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہِ'' کہہ کر بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی۔ اس کے بعد بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے امامت وارشاداتِ خاندانِ چشتیہ عالیہ سے مشرف فرما کر اپنی کُلاہ حضرت مخدوم صابر صاحب رضی اللہ عنہ کے سرِ اقدس پر پہنادی اور اس پر اپنا سبز عمامہ باندھ دیا اور سندِ خلافت برائے شہر کلیر شریف (ہندوستان) کے لیے سارے حاضرین محفل کو سُنا کر عطا فرمائی۔ اس سند میں حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی کلیر شریف کی قُطبیت اور ہندوستان کی غوثیت کا ذکر تھا اور قطب عالم اغیاثُ الہند جلال شاہ مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کے باطنی خطاب مبارک سے سرفراز فرما کر سب کو آگاہ کیا اور اسم ظاہری سندِ خلافت میں بالقاب ''بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ختم الارواح سُلطانِ اولیاء'' تحریر فرمایا اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا ''آج صابر رضی اللہ عنہ میرا علمِ ظاہر و باطن لے چلا۔''

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۲۴۔اُس وقت کا کلیر شریف:

کلیر شریف ہر دوار سے مُلحق ہے۔ ۲۸۳ھ میں راجہ کرم پال نے اسے آباد کیا تھا اور شہر کا نام ''بر دوار گڑھی بگ'' رکھا۔ اُس وقت کا یہ چھوٹا سا قصبہ دریائے گنگا کے کنارے کوسوں تک آباد ہوتا چلا گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہاں ایک بہت بڑا بت خانہ تعمیر کیا گیا اور اُس بُت خانے کو بُرائیوں کی نشو و نما کے لیے بہت ترقی دی گئی۔ سونے اور چاندی کے سینکڑوں بت نصب کیے گئے تھے۔ راجہ کرم پال کے مرنے پر راجہ بکرم پال تخت نشین ہوا۔ اُس نے اس بُت خانے کو اور زیادہ رونق بخشی اور ایک مہنت گوگل چند نامی مقرّر کر کے سارا انتظام اُس کے سپرد کر دیا۔ کئی سو برس تک مختلف ہندو راجہ اس علاقے پر حکومت کرتے رہے۔ آخر میں کلیان راجہ ہوا اور اُس نے اس قصبہ کا نام اپنے نام کی مناسبت سے ''کلیر'' رکھا۔

ہندوستان سے جتنے بھی یاتری ہردوار کی زیارت کے لیے جاتے ہیں وہ سب کلیر شریف سے ہو کر جاتے ہیں۔ ہر دوار خود بھی کفر کا ایک بہت بڑا مرکز بنا ہوا تھا۔ ۳۳ کروڑ دیوتا جو مشہور ہیں اُن سب کی مورتیاں یہاں رکھی ہوئی تھیں۔ اُن پر حیوانوں کے علاوہ انسان بھی قربان کیے جاتے تھے۔ مَہنتوں (مہنت کی جمع) میں عیاشیوں اور عیش پرستی کا عام رواج تھا۔ اپنے دیوتاؤں کو عیاشیوں کی مثال میں پیش کیا جاتا تھا۔ شری کرشن جی کو بدنام کیا جاتا تھا کہ بھگوان خود ہی گوپیوں (کرشن جی کے ساتھ بچپن میں کھیلنے والی گوالوں کی لڑکیوں کا لقب) میں ہر وقت مست رہا کرتے تھے۔ اُن کی تقلید کرنا عین عبادت ہے۔ جہالت کی تاریکی اِس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ شراب نوشی، قُمار بازی ہر وقت کا مشغلہ تھا۔ دُختر کُشی، ستی (عورتوں کو شوہر کے ساتھ جلا دینا) سوئمبر کے ذریعے شادی بہت پاک اور مبارک سمجھی جاتی تھی۔ عورت کی کوئی قدر نہ تھی۔ وہ قدرت کی طرف سے ایک آلۂ عیش و عشرت سمجھی جاتی تھی۔ جن مہاتماؤں کے پاس وہ حصولِ برکات کے لیے جاتی تھیں وہ مہاتما اُن کو بھگوان کی بھیجی ہوئی نعمت کا نام دے کر مجلس نشاط گرم کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

نیچ اقوام کی تو اس قدر مٹی پلید تھی کہ پڑھنا تو درکنار وہ سنسکرت کے الفاظ کو سُننے کے بھی مجاز نہ تھے۔ اگر اتفاق سے کسی شُودر (ہندوؤں کی چوتھی نیچ ذات جو خالقِ کائنات برہما کے پاؤں سے پیدا ہوئی ہے) کے کان میں دیو بانی پڑ گئی تو اُن کے کانوں میں گرم کر کے تیل ڈالا جاتا تھا۔ مسلمانوں کو ملیچھ (نجس) سمجھا جاتا تھا۔ چاند، سورج، ستاروں، درختوں، پہاڑوں اور جانوروں کی پوجا بیکنٹھ (بہشت۔ جنت) کا ذریعہ سمجھے جاتے تھے۔ دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لیے ناچنا گانا عبادت کا حصّہ تھا۔ اگرچہ کہ دِلّی اُس وقت پایۂ تخت تھا اور حکمران مسلمان تھے مگر اُن کو سوائے ملک گیری اور فتوحات کے کسی چیز سے دلچسپی نہ تھی۔ مذہب کی طرف سے بے رغبتی تھی۔ غوریوں کی فتوحات میں مسلمان کلیر شریف تک پہنچے۔ حضرت کمال احمد بغدادی رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُس طرف آئے۔

اُسی زمانہ میں سُلطان قطب الدین والیِ ہند کے حکم سے قیام الدین عرف ذموان اُس علاقہ کو فتح کرنے چلا اور شہر کو فتح کر کے خود ہی وہاں کا حکمران بن بیٹھا، لیکن اسلام کو عروج نہ دے سکا۔ ہندو جوگی جو ہر وقت ننگے رہتے تھے انہیں ناںگے کہا جاتا تھا، قیام الدین کے ناک میں دم کیے ہوئے تھے۔ قوّتِ جسمانی ایسے حالات میں کام نہیں دیتی اور رُوحانی قوّت درکار ہوتی ہے۔ جو مسلمان تھے وہ بھی برائے نام اور اسلام کی اصل رُوح سے ناواقف تھے۔ ان حالات کی خبر جب باباصاحب رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے مناسب سمجھا کہ رُشد و ہدایت کے لیے مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ کو کلیر شریف روانہ کیا جائے اور ایسا ہی ہُوا، کیونکہ مُتذکرہ حالات اور ماحول کے لیے ایسی ہی شخصیت کی ضرورت تھی۔

۲۵۔ کلیر شریف کی موجودہ حالت اور مزارِ مقدّس:

کلیر شریف پہلے ہندوستان کے ضلع سہارنپور (یو۔پی) کی تحصیل ''رُڑکی'' کا حصہ تھا۔ نئی انتظامی تقسیم کے تحت اُسے ''ہردوار'' ضلع میں شامل کر دیا گیا ہے۔ شہر رُڑکی فوجی چھاؤنی ہے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

وہاں ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ نہر گنگ کے کنارے کنارے تقریباً تین سے چار میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد کلیر شریف نظر آتا ہے۔ نہر گنگ کے ایک جانب کلیر نامی بستی ہے جو ستّر سے اَسّی گھروں پر مشتمل ہے۔ اب تو شاید ان گھروں میں مزید اضافہ ہوگیا ہو۔ اس نہر کے دوسری جانب جنگل میں قریب ہی جنتِ ارضی یعنی مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کا مزار پُر انوار ہے۔ مزار مبارک کے چاروں طرف ایک بہت بڑا احاطہ ہے۔ مشرق اور شمال کی طرف اس احاطہ میں دو بہت بڑے بڑے پھاٹک ہیں۔ جنوب کی طرف ایک دروازہ ہے اور اس احاطہ کے باہر مشرق اور جنوب کی طرف مسافروں کے ٹھہرنے کے لیے خانقاہیں بنی ہوئی ہیں۔ مغرب کی طرف بھی ایک بہت بڑی خانقاہ بنی ہوئی ہے جس میں اولیاء کرام قیام فرماتے ہیں۔ شمال کی جانب ایک مختصر سی مسجد ہے اور اس احاطہ کے وسط میں مزار مقدس ہے۔ مشرقی دروازہ کے قریب ایک چھوٹا سا گنبد ہے جس کے اندر درخت گولر کی جڑیں محفوظ کی گئی ہیں۔ قیاس یہی ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں گولر کا وہ تاریخی درخت تھا جہاں پر حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کیفیت جذب وجلال میں بارہ سال تک اس درخت کی شاخ/ٹہنی کو پکڑ کر کھڑے رہے۔ مزار مقدس کی جالیاں اندر اور باہر سے سنگِ مرمر سے تعمیر کی گئی ہیں۔ اگر آپ کا وہاں کبھی جانا ہو تو عین ممکن ہے کہ جن جگہوں پر مختلف چیزوں کی نشان دہی کی گئی ہے وہاں وہ چیزیں اضافے کے ساتھ آپ کو نظر آئیں یا بالکل ہی نہ ہوں کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔

۲۶۔ مخدومِ دو جہاں رضی اللہ عنہ کی کلیر شریف کے لیے روانگی:

''سرّ العبودیت'' مصنّف حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ اور ''مقناطیس الوحدت'' مصنّف حضرت سلطان المشائخ سیّد نظام الدین اولیاء، محبوبِ الٰہی میں لکھا ہے کہ ۱۵رذوالحجۃ الحرام ۶۵۵ ہجری کو بعد از نمازِ فجر سرکار مخدوم دو جہاں صابر رضی اللہ عنہ کلیر شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ بابا سرکار فرید رضی اللہ عنہ نے علیم اللہ ابدال کو ہدایت فرمائی کہ تم اُن کے

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ساتھ رہنا۔ اسم اعظم چشتیہ کی فیوض و برکات سے اتنی طویل مسافت ایک ہی دن میں طے ہوگئی۔

دوسرے دن آپ نمازِ ظہر کے وقت کلیر شہر میں داخل ہوئے اور مُسماۃ گُلزاروی بنت عبدالصمد کے مکان پر قیام فرمایا کیونکہ مُسماۃ گُلزاروی، جمال روغن گر اور مُسماۃ گلزاروی کے صاحبزادے بہاؤالدین آپ کی پیشوائی کو شہر کے باہر آئے تھے۔ ان تینوں میں بہاؤالدین پیش پیش (آگے آگے) تھا۔ کلیر کی جامع مسجد میں سرکار مخدوم دوجہاں صابر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور تقریباً دو ہزار مجمع کو وعظ و نصیحت فرمانے لگے۔ جمال روغن گر اور اُن کے ساتھیوں نے باآوازِ بلند لوگوں سے کہا کہ یہ حضرت اقطاب زمانہ میں سے ہیں۔ ہم لوگوں کو ہدایت و تبلیغ کے لیے تشریف لائے ہیں۔ ہم سب پر لازم ہے کہ ان کے دستِ حق پر بیعت کرلیں، لیکن حاضرین میں سے کوئی بھی اپنی جہالت کی وجہ سے حضرت صابر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

دوسرے دن آپ پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو ہدایت اور تعلیم فرمانے لگے اور بیعت کے لیے ارشاد فرمایا۔ اُس دن مجمع پہلے کی نسبت بہت زیادہ تھا مگر سب نے بیعت سے انکار کردیا۔ کہنے لگے ہمارا پیر قرآن ہے اور امام قدیمی قاضی تبرّک کوفی بن ہونا بن صعوطی بن حاقص بن ہارون بن سریا بن عماد بن حمد جو یزید لعین کے خاندان سے متعلق ہے، مقرر ہے، بغیر اُن کے حکم واجازت ہم آپ کے دست پر کس طرح بیعت کرسکتے ہیں اور کس طرح اپنے پُرانے طریقے کو بدل سکتے ہیں۔

حضرت صابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''میں اپنے پیرو مرشد سے تم لوگوں کی امامت اور اُن کی خلافت کی سند لے کر آیا ہوں۔ میرے مرشد نے مجھے ''سلطان الاولیاء'' کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ کیا اس دلیل کو تم لوگ کافی نہیں سمجھتے؟'' یہ سُن کر لوگ خاموش ہوگئے۔ یہ خبر قاضیِ شہر تبرّک کو بھی ملی اور قاضیِ شہر نے قیام الدین عُرف زموان والی کلیر کو دی کہ ایک شخص کلیر میں امامت کا دعویدار ہے اور جامع مسجد میں لوگوں کو ورغلاتا ہے۔ والیِ شہر نے قاضی سے کہا ''جمعہ کے دن دیکھا جائے گا''۔ وہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

جمعہ کے دن سارے معاملے مسجد میں طے کیا کرتا تھا اور فیصلے بھی وہاں کرتا تھا۔ جمعہ کے دن حضرت مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہی جامع مسجد کلیر میں تشریف لا چکے تھے۔ رئیس شہر نے قاضی تبرّک سے آتے ہی پوچھا ''قاضی صاحب وہ شخص کون ہے جو امامت کا دعوے دار ہے؟'' حضرت مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں ہوں''۔

۲۷۔ حرمنہ بکری لوگوں کے پیٹوں میں آوازیں دینے لگی:

قیام الدین عرف ذموان، رئیس شہر نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر آپ واقعی امامت وخلافت کے مدّعی ہیں اور اپنے آپ کو قطبِ زمانہ کہتے ہیں تو میری ایک خوبصورت قد آور بکری پچھلے عرصہ تین ماہ سے گم ہے۔ آپ بتلائیں وہ کہاں ہے؟ اگر آپ نے بتلا دیا تو ہم آپ کو آفتابِ ہند مان لیں گے اور اپنا امام بنالیں گے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔

حضرت مخدومِ دوجہاں رضی اللہ عنہ نے توجّہ عالمِ ارواح کی طرف فرمائی اور ہاتھ اُٹھا کر فرمایا ''اے بکری کھانے والو نکل آؤ''۔ آن کی آن میں ستائیس (۲۷) آدمی مجمع سے باہر نکلے اور مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ حضرتِ مخدوم دوجہاں نے اُن سے پوچھا ''رئیس شہر کی بکری تم لوگوں نے پکڑ کر کھالی ہے۔ اُس کا حال بیان کرو''۔ اُن لوگوں نے والی شہر کے خوف کی وجہ سے صاف انکار کردیا کہ یہ بہتان ہے۔ آپ نے والی شہر کی طرف متوجّہ ہوکر فرمایا ''تم اپنی بکری کا نام لے کر پکارو''۔ رئیس شہر نے اپنی بکری کا نام ''حرمنہ'' لے کر پکارا تو ہر شخص کے پیٹ سے جدا جدا آواز آئی کہ ''میں ان لوگوں کے پیٹ میں ہوں۔ انہوں نے آدھی رات کو چاہ صدرق (کنویں کا نام) کے کنارے مجھے ذبح کیا اور ربھون کر کھا گئے۔ میری ہڈّیاں اور کھال چاہِ صدرق میں ڈال دیں''۔ یہ کنواں کوچہ صدرق میں تھا اور عتاب زدہ لوگوں کو اس میں ڈال دیا جاتا تھا۔ والی شہر کو یہ ماجرہ سُن کر یقین آگیا کہ آپ واقعی اغیاث (غوث کی جمع) ہند میں سے ہیں، مگر مکّار قاضی قیام الدین عرف ذموان نے سوچا کہ معاملہ پلٹا جاتا ہے۔ اس طرح میری

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

بزرگی اور وُقعت سب خاک میں مل جائے گی۔ اُس نے چپکے سے والی شہر کے کان میں کہا کہ ''یہ جادوگر ہے۔ اس کے دھوکے میں نہ آجانا''۔ رئیس شہر، قاضی کے ورغلانے میں آگیا اور کہا ''تمہارا معاملہ جادو کا معلوم ہوتا ہے۔ تم قطب نہیں ہو۔''

حضرت مخدومِ دوجہاں رضی اللہ عنہ نے یہ سُن کر تبسّم فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کیا اور بولے ''اللہ ربُّ العالمین! تیرا شکر ہے کہ آج فقیر سے سنّتِ نبوی ﷺ بھی اَدا ہوگئی۔ لوگوں نے ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو اسی طرح ساحر قرار دیا تھا''۔ حضرت صابر رضی اللہ عنہ نے سارے حالات باباجی سرکار فریدالدین رضی اللہ عنہ کو بذریعہ علیم اللہ ابدال لکھ کر بھجوائے اور بتایا کہ ''جب امیر شہر تو نرم ہو چلا تھا عین اُسی وقت قاضی شہر ہمارے درمیان میں آگیا اور امیر شہر کو ورغلا کر ہم سے بدظن کر دیا۔''

سرکار بابا فریدالدین رضی اللہ عنہ نے یہ تمام حالات جان کر ایک خط قاضی کلیر شہر تبرّک کے نام لکھا اور بتایا کہ ''صابر رضی اللہ عنہ ہمارے بھیجے ہوئے ہیں۔ کلیر شہر کے ولی ہیں۔ اُن کی امامت تسلیم کرلو ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے''۔ آپ نے سرکار بابا فریدالدین رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام قاضی کلیر شہر، تبرّک کے پاس بھجوا دیا۔

اس کم بخت نے جناب بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے خط کو پھاڑ ڈالا اور ایک ٹکڑے کی پشت پر لکھ دیا ''جنابِ والا! زمانۂ قدیم سے یہاں پر ہماری امامت چلی آرہی ہے۔ آپ کے کہنے سے ہم آپ کے خلیفہ کو اپنا امام کیسے تسلیم کرلیں۔ ان حالات میں آپ کا یہ کہنا کہ صابر رضی اللہ عنہ کلیر شہر کے امام اور ولی ہیں اور ہم اُن کی امامت تسلیم کرلیں، ہرگز قابلِ قبول نہیں''۔ مزید لکھا کہ ''کلام مجید ہمارا پیر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ ہم کو حکم دیں تو ہم آپ کے خلیفہ کو امام و سرتاج بنالیں گے۔''

یہ تحریر اور جناب سرکار بابا صاحب رضی اللہ عنہ کا پھٹا ہوا فرمان اُس کم بخت نے صغرت

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

(ص۔غ۔ر۔ت) بن قیوان نامی ایک شخص کے ذریعے مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کو واپس بھجوادیا۔ حضرت مخدوم پاک نے اپنے مرشد کے خط کی تعظیم کھڑے ہوکر کی، لیکن اُس کو چاک دیکھ کر آپ بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا ''کم بخت اِس کو پھاڑنے سے تم کو کیا حاصل ہوا'' اور جلال میں آگئے ''اے گستاخو! جاؤ، تم نے ہمارے پیرومرشد کے نامے کو چاک کیا، ہم نے تم سب کے ناموں کو لوحِ محفوظ سے چاک (پھاڑ دینا) کردیا۔ ہماری آج کی بات یاد رکھنا۔ تم لوگ کلیر کی زمین سمیت جلد سے جلد جل جاؤ گے اور ایسے جلو گے کہ قیامت تک تم سب کو پناہ نہ ملے گی۔''

حضرتِ مخدوم پاک صابر رضی اللہ عنہ نے اُسی روز بابا صاحب فریدالدین رضی اللہ عنہ کا چاک کیا ہوا خط اور اپنی عرض علیم اللہ ابدال کے ذریعے پاک پتن شریف روانہ کردی۔ بابا صاحب سرکار فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں خطوط کو پڑھا اور علیم اللہ ابدال کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود ۱۳ دن کے لیے اپنے حجرہ شریف میں چلے گئے۔ چودھویں (۱۴) دن بعد از نمازِ فجر حجرے سے باہر تشریف لائے اور ایک فرمان رئیس کلیر شریف کے نام تحریر فرمایا ''خدائے عزّ وجل نے تجھے کلیر کی ریاست عطا فرمائی ہے اور میرے مخدوم کو دو جہاں کی بادشاہی، تجھ پر لازم ہے کہ فوراً اُن کی اطاعت کرو۔ تُو اُن کے مرتبہ سے ناواقف ہے۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ تم قرآن کو اپنا پیر بتاتے ہو اور آلِ رسول ﷺ (حضرت مخدوم صابر رضی اللہ عنہ آلِ رسول ہیں۔ اِسی طرف اشارہ ہے) کو مانتے نہیں ہو اور اُن کی موجودگی میں غیروں کو امام بناتے ہو۔ یاد رکھو اگر اس سے انحراف کرو گے اور اُن کی بیعت سے انکار کرو گے تو ہلاک ہوجاؤ گے۔ تم سب کے نام لوحِ محفوظ سے چاک (کاٹ دینا) ہوچکے ہیں۔''

علیم اللہ ابدال نے بابا صاحب سرکار فرید رضی اللہ عنہ کا یہ خط لیا۔ نمازِ ظہر بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اَدا کی اور کلیر شریف کے لیے روانہ ہوگئے اور نمازِ عصر حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ کلیر شریف میں پڑھی۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے بابا صاحب سرکار

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق یہ خط علیم اللہ ابدال کے ذریعے رئیس کلیر شریف کو بھیج دیا۔ اتفاقاً اُس وقت قاضی شہر تبرّک بھی وہاں موجود تھا۔ اُس نے بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ کا خط دیکھا اور علیم اللہ ابدال سے پوچھا تم یہ خط پاک پتن شریف سے لے کر کب روانہ ہوئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نمازِ ظہر پاک پتن شریف میں اَدا کر کے چلا تھا اور نمازِ عصر جناب مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ کلیر شریف میں اَدا کی۔ اُس نے علیم اللہ ابدال سے کہا ''تیری تیز رفتاری انسانی قدرت کے خلاف ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟'' علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو یہ مرتبہ، حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت کی وجہ سے حاصل ہے۔ اگر تم بھی مخدوم پاک کی اطاعت اختیار کرلو تو ممکن ہے تم سب کو مراتب عالیہ ہوں۔ قاضیِ وقت تبرّک بدبخت پھر آڑے آیا بولا ''آپ کا کدھر خیال ہے۔ یہ سب سحر و باطل ہے۔ اے امیر اگر آپ نے اطاعت کرلی تو یہ قطب صاحب آپ کی ریاست ہڑپ کر جائیں گے''۔ امیر شہر قیام الدین ذموان پر قاضیِ وقت کا رنگ چڑھ گیا اور بولا ''اگر خدا کو ہمارا کافر ہی مرنا منظور ہے تو کافر ہی کردے گا اور اگر ہمیں مسلمان رکھنا ہے تو مسلمان رہیں گے۔ ہمیں اس طرح لوحِ محفوظ سے ڈراتے ہو۔ اگر ہمارے نام لوحِ محفوظ سے سوخت (جلا دیے گئے) ہوگئے ہوتے تو کبھی کے ہم لوگ تباہ و برباد ہوگئے ہوتے۔ ہمیں ایسی دھمکیوں کی ہرگز پرواہ نہیں ہے''۔ رئیس شہر نے قاضی تبرک کے کہنے پر بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ کا خط پھاڑ دیا اور تحریر علیم اللہ ابدال کے ذریعے سرکار مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کو واپس بھجوادی۔

حضرت مخدوم پاک کو حالات معلوم کر کے بہت دُکھ ہوا اور نمازِ تہجد کے بعد علیم اللہ ابدال کو بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ کے پاس پاک پتن شریف روانہ کیا اور اپنا عریضہ ساتھ کیا کہ فقیر کو امیر شہر کے رویّے سے بے انتہا صدمہ ہوا ہے۔ حضور انور رضی اللہ عنہ کو تمام حالات کا بخوبی علم ہے۔ یہ خاکسار ان حالات کی وجہ سے بیمار پڑ گیا ہے۔ اگر حضور رضی اللہ عنہ نے اس بار بھی بے نیازی برتی تو خیال ہے کہ یہ خاکسار شدید بیمار پڑ جائے گا اور علاج مشکل ہوجائے گا۔ ان

Marfat.com

حالات میں حضور رضی اللہ عنہ جیسا ارشاد فرمائیں، عمل کیا جائے گا اور ساتھ ہی علیم اللہ ابدال کو تاکید فرمائی کہ جس قدر جلد ممکن ہو جواب لے کر آنا، توقف نہ کرنا۔ علیم اللہ ابدال بابا صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پاک پتن شریف پہنچے اور چاک شدہ گرامی نامہ اور حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا عریضہ خدمتِ بابرکت میں پیش کیا۔ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے افسوس کیا اور علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ امیرِ شہر اور قاضی تبرّک دونوں کے نسب نامے لے آؤ۔ بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق دونوں نسب نامے بابا صاحب رضی اللہ عنہ کو لا کر پیش کر دیے اور آئندہ کے حکم کے لیے استفسار کیا۔

بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ نے مخدوم پاک کے لیے جواب نامہ تحریر فرمایا اور مغرب کے وقت علیم اللہ ابدال کو جانبِ کلیر شریف روانہ کیا۔ نمازِ عشاء کے وقت علیم اللہ ابدال حضرت مخدوم پاک صابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور جناب بابا صاحب رضی اللہ عنہ کا خط حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس خط کو لے کر آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھ کر تعظیم کی اور علیم اللہ ابدال کو خط دے کر فرمایا ''پڑھو''۔ بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے چند سطور میں گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے لکھا:

''عزیزی علی احمد رضی اللہ عنہ! بحکمِ خدائے عزّ وجل ولایتِ کلیر آپ کی بکری ہے۔ آپ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے اس کا گوشت کھائیں یا دودھ پئیں۔''

حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''بَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار کے ظہور کا زمانہ قریب آپہنچا''۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کی ''حضور! اس قہرِ خداوندی میں میرے لیے کیا حکم ہے؟ مجھے کہاں پناہ ملے گی؟''۔ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم میرا ساتھ نہ چھوڑنا۔ یہیں رہنا، تمہیں یہیں پناہ ملے گی۔ اگر تم علیحدہ ہو گئے تو تم بھی قہرِ خداوندی میں پھنس جاؤ گے اور پھر امن نہ ملے گا۔''

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۲۸۔کلیر شریف زلزلوں کی زَد میں:

محرم الحرام ۶۵۱ ھجری کی ۹ تاریخ تھی۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے وِردِ سیف اللہ، حرزِ سلمانی و حرزِ مرتضوی بہ ترکیبِ قیومی رُوحی تلاوت فرمایا اور آسمان کی طرف دَم کیا۔ پھر دوسری بار اِسی سلطان الادوار کو بہ ترکیبِ غوثی معنوی تلاوت فرما کر زمیں کی طرف دَم فرمایا۔ اُسی وقت زمین میں زلزلہ محسوس ہونے لگا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پھر دوسرا زلزلے کا جھٹکا محسوس ہوا۔ امیرِ شہر نے قاضی تبرّک کو بُلوا کر بار بار زلزلے کے جھٹکے آنے کی وجہ دریافت کی۔ قاضی تبرّک بھی حیران تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ اُسی وقت رئیس شہر کے دل میں خیال جاگزیں ہوا کہ یہ قہر خداوندی ہے جو حضرتِ اقطاب ہند کی ناخوشی کی وجہ سے ہے۔ اب بھی اچھا ہے کہ چل کر اُن سے معافی مانگ لیں اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ قاضی تبرّک مردود نے جواباً کہا ''آپ معمولی باتوں سے خائف ہو جاتے ہیں۔ یہ سب سحر ہے اور جادو باطل ہوتا ہے۔ اگر آپ جادو کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے بھی ایک جادوگرنی تلاش کر لی ہے''۔ چنانچہ امیرِ شہر قیام الدین ذموان کے حکم سے نصرت بغلہ نامی ایک ساحرہ عورت کو بلوایا گیا اور اُس سے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ اُس فتنہ صفت عورت نے کہا ''یہ ساحر کا کام ہے۔ میں بھی زمین کو جُنبش دے سکتی ہوں'' چنانچہ اس جادوگرنی نے جادو کے زور پر زمین کو ہلا دیا۔ اُس فتنہ صفت عورت نے گیارہ مرتبہ ایسا کیا۔ اس جادوگرنی کے اس جادو کے کمال سے ذموان رئیسِ شہر مطمئن ہو گیا۔ دوسرے دن جمعتہ المبارک تھا۔ نمازِ جمعہ کی اذان تک زلزلے کے سات جھٹکے آئے۔ اذان کی آواز سن کر لوگ جامع مسجد کی روانہ ہوئے۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ بمعہ علیم اللہ ابدال اور بہاؤالدین، مسماۃ گلزاروی کا بیٹا پہلے ہی سے مسجد میں جلوہ افروز تھے اور آپ مصلیٰ امامت پر تشریف فرما تھے۔ اتنے میں قاضی شہر اور رئیس شہر ذموان بھی آ گئے۔ نمازیوں کی تعداد تیرہ ہزار اور

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

بعض کے قیاس کے مطابق اکیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔

۲۹۔ جامع مسجد کلیر شریف رُکوع میں:

نماز جمعہ سے پہلے قاضیِ شہر اپنے مصلّیٰ کے نزدیک آیا تو جناب مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ نے باآوازِ بلند فرمایا ''آج صبح سے قہر خداوندی کا نزول ہو رہا ہے۔ سمجھ جاؤ اور راہ راست پر آجاؤ اور بیعت کرلو اور امامت تسلیم کرلو اب بھی خیر ہے۔ ورنہ تم لوگوں کو پچھتاوے کے سوا کچھ نہ ملے گا''۔ قاضی مردود نے جواب دیا ''تم ہم لوگوں کو بار بار کیوں قہر خداوندی سے ڈراتے ہو؟ ہم تمہارے سحر و جادگری سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں۔ تمہارے جواب میں ہم نے بھی ایک ساحرہ، جادوگرنی تلاش کرلی ہے۔ ہم ہرگز تمہیں اپنا امام تسلیم نہ کریں گے''۔ یہ سُن کر حضرت مخدوم دوجہاں نے مصلّیٰ چھوڑ دیا اور پہلی صف میں بیٹھ گئے۔ مگر لوگوں نے وہاں سے یہ کہہ کر کہ یہ ہماری جگہ ہے، اُٹھا دیا۔ اِسی طرح کرتے کرتے پہلے آپ کو دالان سے مسجد کے صحن میں، پھر بیرونی دروازہ کے قریب آخری صف میں جگہ ملی۔ وہاں بھی کسی مردود نے بیٹھنے نہ دیا کہ میری جگہ ہے۔ اِس طرح مسجد کی سیڑھیوں پر بھی جگہ نہ ملنے کے باعث آپ مسجد کے باہر تشریف لے آئے۔ علیم اللہ ابدال اور بہاؤالدین کو البتہ مسجد کی سیڑھیوں میں جگہ مل گئی۔

مخدوم دوجہاں علی احمد صابر رضی اللہ عنہ نے مسجد کو حکم فرمایا ''ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ آتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، لیکن اس دوران تُو نے کبھی رکوع نہیں کیا اور نہ ہی کبھی سجدہ کیا ہے۔ اب بحکمِ خداوندی تم بھی نماز پڑھو''۔ اسی اثناء میں اگلی صف سے دو آدمیوں نے زور سے کہا ''حضرت ہم ولی اللہ ہیں اور آپ کی بزرگی اور امامت کے دل سے قائل ہیں، ہم کو نجات دلوائیے''۔ آپ نے جواب میں فرمایا ''تم دونوں نے اوّل روز سے ہی کیوں نہ میری امامت کو تسلیم کیا، فقیر کا مارا ہوا کافر ہوتا ہے چاہے وہ ولی ہی کیوں نہ ہو''۔ یہ فرما کر آپ نماز میں

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

مشغول ہو گئے، جس وقت سب لوگ رکوع میں گئے تو بموجب حکم مسجد نے بھی رکوع کیا اور سب لوگوں کو دبا کر اسفل السافلین کی طرف پہنچا دیا۔ مسجد کی اس حرکت سے سارے کلیر میں زلزلہ آ گیا۔ اُس وقت مخدومِ دو جہاں رضی اللہ عنہ یہ کلمات فرما رہے تھے ''ھُو یَامَنْ ھُو یا مَنْ لَیْس اِلَّاھُو حَق حَق حَق'' جو لوگ باہر تھے وہ بچ گئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ گئے اور شہر میں جامع مسجد کی تباہی کے بارے میں بتایا۔ مسماۃ گلزاروی بھی روتی ہوئی آئی اور اپنے بیٹے بہاؤالدین کے بارے میں پوچھنے لگی۔ حضرت مخدومِ دوجہاں رضی اللہ عنہ نے علیم اللہ ابدال کو اُسے مسجد کی سیڑھیوں سے نکال لانے کے لیے کہا اور فرمایا ''بارہ پہر تک مجھ کو عبدیتِ خاص حاصل ہے۔ تم لوگ بارہ کوس شہر سے باہر اپنے عزیزوں کو لے کر نکل جاؤ۔ یہاں قہرِ خداوندی کا نزول ہوگا اور حدِ بارہ کوس میں کسی کو بھی قہرِ خداوندی سے نجات نہ ملے گی۔''

اس کے بعد حضرت مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ کو جامع مسجد کلیر کے انہدام سے متعلق واقعات بابا صاحب سرکار فریدالدین رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھجوائے اور علیم اللہ ابدال کو یہ حکم دے کر پاک پتن شریف روانہ کیا کہ ''جب تم واپس آؤ تو میری پُشت کی طرف رہنا۔ جو حکم مِلے اس کی تعمیل کرنا ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے۔''

۳۰۔ کلیر شریف طاعون کی زد میں:

آپ کی زبان خدا کی تلوار تھی۔ کلیر شہر کے مکینوں نے آپ کو بہت دُکھ پہنچایا تھا اور بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ کے فرمان اور احکام کی نافرمانی کی تھی۔ نمازیوں کے تباہ و برباد ہو جانے کے بعد، جلالِ صابری، شہر کلیر پر نازل ہوا۔ پوری آبادی طاعون کی زد میں آ گئی۔ گِلٹیاں نکلتیں، بخار چڑھتا اور لوگ ہمیشہ کے لیے رُخصت ہونے لگے۔ آناً فاناً پُر رونق اور آباد شہر ویران ہو گیا اور سارے کے سارے خاندان موت کا شکار ہو گئے۔ لاشیں پڑی سڑتی رہیں، انہیں

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

دفن کرنے والا کوئی نہ تھا۔ کلیر شہر کی وہ رونق اور آبادی جو جلالِ صابری سے پہلے پائی جاتی تھی، پھر کبھی واپس نہ آئی۔

۳۱۔ علیم اللہ ابدال پاک پتن میں:

علیم اللہ ابدال حضرتِ مخدوم دو جہاں رضی اللہ عنہ کا خط لے کر، جس میں کلیر شریف کی تباہی کے تمام واقعات درج تھے، اُسی شام جناب بابا سرکار رضی اللہ عنہ کے پاس پاک پتن پہنچے۔ اُس وقت نمازِ عشاء کا وقت ہو چلا تھا۔ مریدین اور اولیاء کرام آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ''علیم اللہ ابدال سے تم سب حضرات، کلیر کے گزرے ہوئے حالات مع نقشہ جامع مسجد اپنے اپنے مکاتیب (ریکارڈ میں) منتقل کر لو اور جب حضرت مخدوم دو جہاں رضی اللہ عنہ کی مزاج پُرسی کے لیے کلیر شریف جاؤ تو وہاں کا حال بالشرح تحریر کرنا۔ ان سب تحریروں سے میرے مخدوم کا احوال ''مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی آخِرِهٖ'' اُن کے خلیفہ کے پاس جمع کیا جائے گا اور ساڑھے سات سو برس تک یہ حال مخفی رہے گا۔''

بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا ''اس کے بعد سلسلہِ صابریہ کا ایک مجدّد جو اولادِ حضرت امام ابو حنیفہ سے ہوگا، اپنے زمانہِ اجتہاد میں اس راز کو ظاہر کرے گا اور مُشتہر کرے گا''۔ بعدہٗ سب حضرات اعلیٰ خلفائے بابا صاحب سرکار رضی اللہ نے عرض کی ''حضور! سرزمین کلیر پہ اس قدر قہرِ الٰہی کے نزول کا کیا سبب تھا؟''

۳۲۔ مکتوب نطاب قُربتُ الوحدت:

اپنے خلفائے کرام کی درخواست پر بابا صاحب سرکار نے حضرات سیّد نظام الدین بدایونی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ''اِن حضرات کو مکتوبِ نطاب قُربتُ الوحدت تصنیف حضرت قطبِ ربّانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی کریم الطرفین حسنی والحسینی

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

رضی اللہ عنہ کا معائنہ کراؤ یعنی پڑھنے کو دو یا پڑھاؤ تاکہ یہ سب حضرات اس پیشگوئی/ پیش خبری کو دیکھ کر اطمینان حاصل کر سکیں۔ اُن حضرات کو مکتوبِ نطاب قربت الوحدت کا معائنہ کرایا گیا جس میں حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سیّد عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کی پیش گوئی اس طرح تحریر تھی کہ "جناب مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کا شہر ہرات (کابل) میں قریب ۵۹۲ ھجری ظہور ہوگا اور پرورش پاکر طریقِ چشتیہ میں خلافت حاصل کر کے بُت پرستوں کے شہر میں مقیم ہوگا۔ اُن کے جلال سے جل کر وہ زمین سیاہ ہو جائے گی اور پھر وصال کے بعد اُن کا جسم دو پتھروں کے درمیان قائم رہے گا جو صاحبِ نطاب حرز مرتضوی قیّومی روحی کا ایک معجزہ ہوگا اور حضرت عُزیر السلام کے معجزہ کے بدل میں کرامتِ عُزیری شمار کی جائے گی۔ جس کے بارے میں سردار انبیاء شہنشاہ دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی فرما چکے ہیں۔ اس فرمان عالی کو حضرت بندگی عبدالقدوس میں گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ دفینہ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ بالتفصیل ظاہر کریں گے۔ مخدوم علی احمد رضی اللہ عنہ کا دفینہ قُرب ۹۰۰ ھجری کے ایک اُولوالعزم والمرتبہ مجدّد زمانہ خاندانِ چشتیہ صابریہ کے دستِ حق پرست سے جو اولاد میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سراج الامت رحمتہ اللہ علیہ سے ہوگا، عمل میں آئے گا اور حال مخدوم علی احمد صابر صاحب رضی اللہ عنہ ہمارے زمانہ سے نو (۹) سو سال بعد کیفیت ظہورِ باطن میں ایک مجدد وقت اُسی سلسلہ صابریہ کا کہ وہ بھی اولادِ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سراج الامت رحمتہ اللہ علیہ سے ہوگا، اس راز کو افشاں کرے گا۔ (یہ مضمون طویل ہے۔ ہم نے حصولِ برکت کے لیے اس کا کچھ حصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے)

۳۳۔ کلیر کی چار چیزیں جو قہر الٰہی اور آتش غضب سے محفوظ رہیں:

یہ بارہ محرم الحرام ۶۵۱ ھجری کا واقعہ ہے کہ آپ عبدیتِ خاص سے بعد از نمازِ تہجد فارغ ہوئے تو آپ مُسماۃ گلزاروی کے مکان پر تشریف لے گئے اور جس جگہ حضور مخدوم رضی اللہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

عنہ کا مزار پُر انوار ہے اُسی جگہ پر کھڑے ہو گئے کیونکہ یہ جگہ روزِ اوّل سے ہی آپ کو پسند تھی۔ علیم اللہ ابدال حاضرِ خدمت تھے۔ مخلوقاتِ کلیر آپ کو تلاش کرتی رہی مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ کلیر شہر کی چار چیزوں نے بزبانِ حال آپ سے اِستدعا کی کہ وہ قہرِ الٰہی سے محفوظ رہیں۔ آپ نے ان چاروں چیزوں کی درخواستِ امن و امان قبول فرما کر دُعا کی۔ چار چیزیں یہ ہیں:

(ا) درخت گُلّر۔

(ب) ایک فاختہ جو گُلّر کے درخت پر آشیانہ بنائے ہوئے تھی۔

(ج) ایک قطعہ زمین جو حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے جائے قیام سے کچھ فاصلے پر تھی۔

(د) قطعہ مزار سیّدنا امام الدین صاحب جو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے مُریدوں میں سے ہیں۔

۳۴۔ کلیر کی آتش زدگی:

ان چار چیزوں کے تحفظ و حفاظت کی دُعا فرمانے کے بعد آپ گُلّر کے درخت کے قریب قبلہ رُو کھڑے ہو گئے۔ علیم اللہ ابدال سایہ کی طرح آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے پُشتِ مبارک درختِ گُلّر سے لگا دی اور بائیں ہاتھ سے اُس کی ایک شاخ پکڑی، دائیں ہاتھ کی مُٹھی بند کر کے شہادت کی اُنگلی فضا میں بلند کی اور ہاتھ کو قلب کے سامنے لا کر آسمان کی طرف نگاہ کی۔ تھوڑی دیر تک آپ اِستغراق میں رہے۔ اسی اثناء میں گُلّر کے درخت کی شاخ ہاتھ سے چھوٹ گئی اور دوسرا ہاتھ بھی نیچے چھوڑ دیا۔ آسمان کی جانب سے آنکھیں ہٹ گئیں۔ اُسی حالت میں آپ گُلّر کے درخت سے تھوڑی دُور کھڑے ہو گئے۔ ایک ساعت کے بعد آپ نے چشمِ جلال کو کھولا اور نظرِ برق صورت زمین پر پڑی، تو آپ کے پاؤں مبارک سے سات قدم

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

کے فاصلے پر زمین نے آگ اُگلنا شروع کی۔ یہ آگ چاروں طرف بڑھتی اور پھیلتی گئی اور اُن چاروں چیزوں کو چھوڑ کر باقی ہر شے کو جلانا شروع کر دیا اور آگ کے بلند شعلے بارہ کوس تک پھیل گئے۔ کئی دن تک آگ کا سلسلہ جاری رہا اور سارا کلیر شہر جل کر خاکِ سیاہ ہو گیا۔ صرف وہی چار چیزیں جن کے لیے حضرت مخدوم صابر رضی اللہ عنہ نے دُعائے تحفظ فرمائی تھی، محفوظ و مامون رہیں۔ آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلتے: "ھُو یَا مَنْ ھُوَیَا مَنْ لَیْسَ اِلَّاھُو" اور کبھی شدّتِ جذب میں "لَا، لَا، لَا" غرماتے۔

جوشِ عمل جب جذب کی صورت اختیار کر جاتا ہے تو راہِ سلوک کی تمام منزلیں کٹ جاتی ہیں۔ سدرۃُ المنتہٰی پرواز کی زَد میں آ جاتا ہے۔ سالک کون و مکاں کی ہر شے سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ہستی موہوم کی تمام رنگینیاں اور دل چسپیاں مٹ جاتی ہیں۔ استغراق اور محویت طاری ہو جاتی ہے اور تمام حجاب و پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ پر جب یہ کیفیت طاری ہوئی تو جوشِ جذب میں اپنے حال و مقام کا کچھ اس طرح اظہار فرمایا ؎

اِمروز شاہِ شاہاں مہماں شُد است مارا
جبرائیل با ملائک درباں شد است مارا

آج ہماری خوش نصیبی کے کیا کہنے کہ بادشاہوں کے بادشاہ نے ہمیں شرفِ میزبانی بخشا ہے اور ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا ہے اور اسی وجہ سے جبرائیل امین علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ ہماری چوکھٹ پر دربانی کے لیے حاضر ہیں۔ سبحان اللہ، اور پھر اسی عالمِ محویت میں مسلسل بارہ سال گُلر کی شاخ تھامے ساکت و صامد کھڑے رہے اور یہ محو و استغراق اِلی اللہ ہونے کی حد ہے۔ ماشاء اللہ

آفاق ہا گر دیدہ اَم
مہر بُتاں ور زیدہ اَم
"کئی زمانے میں نے دیکھے ہیں۔ کئی حسین چہرے دیکھے ہیں"

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

بسیار خوباں دیدہ ام
لیکن تو چیزے دیگری

''بہت سے خوبصورت لوگ دیکھے ہیں۔ مگر آپ کوئی اور ہی چیز ہیں''

اور پھر انہوں نے اپنے حال کا یوں اظہار فرمایا کہ:

اِمروز شاہِ شاہاں مہماں شُد است مارا
جبرائیل با ملائک درباں شُد است مارا

''آج ہماری خوش نصیبی کے کیا کہنے کہ بادشاہوں کے بادشاہ نے ہمیں شرفِ میز بانی بخشا ہے اور ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا ہے۔ اِسی وجہ سے جبرائیل امین فرشتوں کے ساتھ ہماری چوکھٹ پر دربانی کے لیے حاضر ہیں''

در جلوہ گاہِ وحدت کثرت کُجا بہ گنجد
ہژدہ ہزار عالم یکساں شُد است مارا

''وحدت کی جلوہ گاہ میں کثرت کہاں سما سکتی ہے۔ اٹھّارہ ہزار عالم ہمارے لیے یکساں ہیں''

ما خانہ جہاں را بسیار سیر کردم
اے شیخ بُت پرستی ایماں شُد است مارا

''میں نے دُنیا کے بہت سے گھروں کی سیر کی ہے۔ اے شیخ بُت پرستی ہمارا ایمان ہو گیا ہے''

در محفلِ گدایاں مُرسل کُجا بہ گنجد
بے برگ و بے نوائے ساماں شُد است مارا

''گداگروں کی محفل میں مُرسل کہاں سما سکتا ہے۔ بے برگ و بے نوائی ہمارا سامان ہے''

احمدؔ بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ہر دم رضائے جاناں رضواں شُد است مارا

''اے احمدؔ! بہشت و دوزخ عاشقوں پر حرام ہے۔ ہر لحظہ محبوب کی خوشنودی ہی ہمارے لیے رضواں ہے''

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

۳۵۔مخدومِ دوجہاں حضرت علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کا فارسی کلام:

آپ نے باقاعدہ شاعری نہیں کی۔ کبھی کبھی فکر شعر بھی فرمایا کرتے تھے۔ فارسی میں احمدؔ اور ہندی میں صابرؔ تخلص تھا۔ آپ کے چند اشعار دستیاب ہیں جو اوپر درج کر دیے گئے ہیں۔ آپ پر ہر وقت استغراق کا عالم اس درجہ طاری رہتا تھا کہ اپنی اور کسی چیز کی بالکل خبر نہ ہوتی تھی۔ آپ کا یہ شعر جو آپ نے ہندی میں فرمایا تھا بالکل آپ کے حسبِ حال ہے۔

اس طرح اس میں ڈوب اے صابرؔ
کہ بجز ھُو کے غیر ھُو نہ رہے

آپ سرکار محبوب سبحانی غوث الاعظم میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے پرپوتے ہیں۔ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عبدالرّحیم عبدالسلام اور دادا سیّد عبدالوہاب ہیں۔ سیّد عبدالوہاب پیرانِ پیر دستگیر حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف "قربت الوحدت" میں تفصیل سے مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کی ولادت، بزرگی، جلال اور پیش آنے والے واقعات کی خبر دی ہے۔ مخدوم حضرت صابر صاحب کو اپنے پردادا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت و عقیدت تھی، اس کا اندازہ آپ کے اس قصیدہ سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے اپنے پردادا حضرت سلطان الاولیاء، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی میں کہا:

من آدم بہ پیش تو سلطانِ عاشقاں
ذات تو ہست قبلہ ایمانِ عاشقاں

"میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اے عاشقوں کے سلطان۔ آپ کی ذات عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے"

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
رستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

"دونوں جہاں میں آپ کے سوا کون دستگیر ہے۔ اپنے کرم سے میری بھی دست گیری فرمایئے اے عاشقوں کی جان"

از ہر طرف بخاک درت سر نہادہ اَم
یک لحظہ گوش نہ تو بر افغان عاشقاں

"میں نے ہر طرف سے آپ کے در کی خاک پر سر رکھ دیا ہے۔ ایک لمحہ کے لیے عاشقوں کی فریاد سُن لیجیے"

از خنجرِ نگاہ تو مجروح عالمے
شُد نطق رُوح بخش تو درمانِ عاشقاں

"آپ کی نگاہِ ناز کے خنجر نے تمام عالم کو مجروح کر دیا ہے اور آپ کا کلام رُوح افزا عاشقوں کے درد کا درماں ہے"

کُوئے تُو ہست غیرت جنت بصد شرف
حُسن و جمال رُوئے تو بستانِ عاشقاں

"آپ کا کوچہ مبارک رشکِ جنت ہے، آپ کی بزرگی کے لحاظ سے اور آپ کے رُخِ انور کا حُسن و جمال عاشقوں کا گلزار ہے"

صابرؔ بخاک کوئے تُو سر بر نہادہ اَم
زاں رو کہ ہست کوئے تو سامانِ عاشقاں

"صابرؔ نے اپنا سر آپ کے کوچہ کی خاک پر رکھ دیا ہے، کیونکہ آپ کا کوچہ مبارک، عاشقوں کا سامان ہے"

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۳۶۔ حضرتِ شمس الدین تُرک کی کلیر شریف آمد:

سرکار بابا فریدالدین رضی اللہ عنہ، حضرت مخدوم دو جہاں صابر رضی اللہ عنہ کی حالت استغراق سے واقف تھے۔ جب اس حال میں رہتے ہوئے بارہ سال گزر گئے تو ایک دن باباصاحب فریدالدین رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدین سے فرمایا ''لوگو! کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو میرے صابر کو ہوش میں لے آئے''۔ شمس الدین نامی ایک شخص نے، جو علاقہ تُرکستان سے آئے ہوئے تھے، باباصاحب سرکار سے عرض کی ''خادم یہ فرض اَدا کرنے کو تیار ہے''۔ باباصاحب سرکار نے اُس شخص کو بغور دیکھ کر فرمایا ''کیا واقعی تم میرے صابر کو ہوش میں لے آؤ گے''۔ شمس الدین نے جواب دیا ''اگر حضرت کی دُعا اور فیضِ رُوحانی شامل حال رہا تو یہ کام اتنا مشکل بھی نہیں''۔ پھر بہت ہی دھیمی آواز میں عرض کی ''اگر خادم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو کیا انعام ملے گا؟''۔ باباجی سرکار نے جواب میں فرمایا ''جو چاہو گے عطا کر دیا جائے گا''۔ شمس الدین نے صلہ میں حضرتِ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہنے اور خدمت گزاری کی سعادت حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ باباصاحب سرکار نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہوشیار اور محتاط رہنا کیونکہ صابر کا جلال تمہارے لیے خطرہ بھی بن سکتا ہے۔

یہ حکمِ انعامیہ پاتے ہی حضور شمس الدین تُرک، سرکار باباصاحب سے رُخصت ہو کر کلیر شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ جلالِ صابر رضی اللہ عنہ کی برقی شعاعیں بارہ کوس تک کسی ذی رُوح کو قُربِ مخدومی کی طرف نہ آنے دیتیں۔ شمشیرِ برہنہ چلتی اور کوئی نفس کلیر شریف کی طرف آنے کی کوشش نہ کرتا۔ یہاں پُشت پناہی فریدِ پاک تھی اور قدرتِ الٰہی حافظ صاحب کی معاون ثابت ہوئی۔ اسم اعظم سلسلہ صابریہ تلاوت فرماتے رہے جس کی وجہ سے آگِ قہرہ جو بارہ کوس تک پھیلی ہوئی تی اُس سے محفوظ رہے اور مخدوم پاک کے پسِ پُشت تک جا پہنچے۔ اوّلیں دوگانہ شُکر اَدا کیا پھر انتہائی خوش الحانی، رقّت انگیز لحنِ داؤدی سے تلاوتِ قرآن کریم شروع کی۔ نصف قرآن یا

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

دس پارے تلاوت فرما چکے تو دَم لینے کی خاطر خاموش ہوگئے۔

رُوح اللہ سے کلام اِلٰہ کی طرف متوجہ ہوگئی، کیف وسرور کی لہریں رُکیں تو حضور مخدوم پاک کی چشمانِ مبارک کھل گئیں۔ پوچھا ''کون، سامنے آؤ''، شمس الدین نے عرض کی ''حضرت! خادم آپ کے جلال سے خوفزدہ ہے۔ اگر امان ملے تو سامنے آئے''۔ آپ نے فرمایا ''ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں امان ہے۔ سامنے آؤ''۔ شمس الدین درخت کی اوٹ سے سامنے آگئے۔ ارشاد ہوا ''تلاوت کرو''۔ شمس الدین تُرک معروض ہوئے کہ بندہ تھکان سفر کی وجہ سے مزید کھڑا نہیں ہوسکتا۔ اگر حضور تشریف رکھیں تو غلام مزید تلاوتِ قرآن پاک کرے۔ سرکار باباجی فرید کا تصرّف پس پردہ کارفرما تھا، ظاہراً یا باطناً یہ حکمت عملی کارگر ہوئی۔ حضور مخدوم پاک بارہ سال بعد نشست فرما ہوئے، یعنی بیٹھ گئے۔ مزید دس پارے حافظ صاحب نے تلاوت فرمائے۔ مخدوم پاک پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب پھر ہوش میں آئے تو خوش ہوکر فرمایا ''بہت خوب۔ تم نے ہمارا دل خوش کردیا''۔ مخدوم پاک کو بتایا گیا کہ سرکار بابا فریدالدین نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ نے نہایت اشتیاق سے اپنے مرشد کے بارے میں دریافت فرمایا ''میرے شیخ اچھے ہیں؟''۔ شمس الدین تُرک نے عرض کیا ''اچھے ہیں''۔ سرکار مخدوم پاک نے حکم دیا ''اب پاک پتن واپس تشریف لے جائیں اور حضور باباجی سرکار کی خدمت میں مزید تعلیم وتربیت حاصل کریں، اُن کے ظاہری وصال کے بعد یہاں (کلیر شریف) آجانا۔ تمہاری صابری تکمیل کردی جائے گی''۔ چار سال تک باباجی سرکار کی خدمت میں رہ کر اُن کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت شمس الدین تُرک کلیر واپس آگئے۔

اِسی دوران چند غیر معمولی واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ شمس الدین تُرک نے حضور مخدوم پاک کی خدمت میں رہنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا ''اجازت ہے، لیکن ہمارے سامنے ہرگز نہ آنا، عقب میں رہنا، کیونکہ ہمیں خود بھی علم نہیں ہوتا کہ کوئی کب نقصان اُٹھا جائے''۔ شمس

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجلّ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

الدین تُرک نے یہ شرط منظور کرلی اور دن رات مخدوم صابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہنے لگے۔ ایک دن حضرت صابر صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن سے پانی طلب فرمایا۔ پانی لانے میں کچھ دیر ہوگئی۔ جب پانی لے کر سرکار مخدوم پاک کی خدمت میں عقب سے پہنچے تو آپ سخت غصّے کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا ''شمس الدین بابا! پانی لانے میں اتنی دیر؟ کیا تجھے سجھائی نہیں دیتا، اندھا ہوگیا ہے کیا؟''۔ شمس الدین نے جیسے ہی پانی کا آبخورہ حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں پیش کیا وہ اندھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے رو کر عرض کی حضور آپ کا غلام شمس الدین اندھا ہو چکا ہے اور اُسے کچھ بھی نظر نہیں آرہا ہے۔ حضرت مخدوم پاک نے شمس الدین کے لیے دُعا کی تو اُن کی بینائی بحال ہوگئی اور اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا۔ حضرت مخدوم پاک صابر رضی اللہ عنہ نے شمس الدین تُرک کو چند اُمور میں کیفیت باطن اور کچھ اُمور میں تعلیم لسانی سے فیض یاب فرمایا اور ارشاد ہوا ''شمس الدین! اب جو کلمہ ہماری زبان سے صادر ہوا کرے اس کو تحریر کرلیا کرو۔ اس مکتوب نطاب کا نام 'صحیفہ بیان صابری' رکھنا''۔ چنانچہ آئندہ کے لیے آپ کی زبان مبارک سے جو ارشاد ہوتا ''صحیفہ بیانِ صابری'' کے لیے لکھنا شروع کر دیا۔

۳۷۔ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی پابندیِ نماز:

حضرت شمس الدین کا یہ معمول تھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے کان مبارک کے پاس اذان کہتے تو حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ اس عمل سے ہوش میں آجاتے اور فرمایا کرتے ''شمس الدین! شریعت بھی کیا خوب آئین ہے کہ حضوری سے دربار میں لے آتی ہے''۔ جب شمس الدین نماز پڑھ چکتے تو حضرت بادشاہِ دوجہاں صابر رضی اللہ عنہ وک قعدہ نماز میں ہاتھ باندھے حالتِ استغراق میں پاتے۔ ہر چہار نماز میں ایسا ہی ہوتا۔ بعد نماز عشاء بادشاہِ دوجہاں رضی اللہ عنہ، خواجہ شمس الدین تُرک کو تعلیم لسانی، کیفیتِ باطنی سے فیضیاب فرمایا کرتے تھے۔ بعضے شب کو ارشاد فرماتے ''شمس الدین کچھ کھانے کو ہے؟''۔ حضرت شمس

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

الدین درخت گلّر کی گولریاں ہاتھوں سے مسل کر پیش کرتے۔ حضرت مخدوم دو جہاں صابر رضی اللہ عنہ انہیں چکھ لیتے اور ارشاد فرماتے ''شمس الدین! خدا اور بندے میں بس اتنا ہی فرق ہے کہ بندہ کھاتا ہے اور خدا منزّہ اور مبرّا ہے'' اور دونوں پر حالتِ استغراق طاری ہو جاتی۔

۳۸۔ شمس الدین کا حبسِ کبیر:

اسی دوران شمس الدین کو عرصہ چھ سال کے لیے حبس کبیر (تنہائی) میں رہنے کا حکم ہوا۔ اُس دوران اُن کی عجیب وغریب حالت ہوئی۔ جب حکم تنہائی کی مدّت ختم ہوئی تو علیم اللہ ابدال کو حکم ہوا کہ شمس الدین کو بُلا کر لاؤ۔ وہ اُس جگہ باہر سے آوازیں دیتے رہے۔ کافی دیر کے بعد جواب ملا ''تُو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکار رہا ہے اور تیرا کیا مقصد ہے؟'' علیم اللہ ابدال نے سارا ماجرہ حضرت بادشاہِ دو جہاں صابر رضی اللہ عنہ کو عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''علیم اللہ! جا کر یوں کہو، صابر کے شمس اَرضی کو بحکمِ مخدوم بلاتا ہوں''۔ علیم اللہ ابدال نے حضرت مخدوم صابر رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پکارا تو وہ بقائمی ہوش وحواس گفتگو فرمانے لگے اور پھر انہیں حجرے سے باہر نکال کر لائے۔ حضرت خواجہ شمس الدین مکتوبِ نطاب وفردوس الوجوب اور مکتوبِ نظام وصحیفہ بیان صابری میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد از فراغ حبسِ کبیر، حضرت شاہِ دو جہاں کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالایا اور قدم بوس ہو کر پس پُشت مبارک ہو کر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہِ دو جہاں رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور ایسا ہی کیا۔

۳۹۔ حضرت مخدوم بادشاہِ دو جہاں رضی اللہ عنہ کی شمس الدین تُرک کو پند ونصائح اور وصیتیں:

حضرت شمس الدین چھبّیس (۲۶) سال تک مخدومِ دو جہاں صابر رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ ایک دن آپ نے شمس الدین تُرک کو اپنے پاس بٹھا کر چند نصیحتیں اور وصیت کی اور فرمایا:

۱۔ ''شمس الدین بابا! تم شہر آمیر کو جاؤ وہاں مسلمان سپاہ لڑ رہی ہیں۔ اُن سے قلعہ فتح نہیں

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ہو رہا۔ وہ قلعہ تمہارے اُنگلی اُٹھانے سے فتح ہو جائے گا اور وہی دن ہمارے اس عالم سے رحلت کرنے کا ہوگا۔ اُس دن پنج شنبہ (جمعرات) ہوگی اور ربیع الاوّل ۶۸۹ ھجری کی ۱۳ تاریخ ہوگی۔''

۲۔ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی: ''حضور انور! غلام کو اس کا کیونکر علم ہوگا؟''۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''چہار شنبہ/ بدھ کا دن ختم ہونے پر پنجشنبہ/ جمعرات کی رات کو تند و تیز ہوا چلے گی۔ لشکر کی تمام روشنیاں گُل ہو جائیں گی۔ اُس وقت صرف تیرا چراغ روشن ہوگا۔ سپہ سالار لشکر تیرے چراغ کی روشنی کی وجہ سے تیرے پاس آئے گا۔ تیرے صاحبِ علم ہونے کی یہ قوی علامت ہوگی۔ جمعرات کی صبح تُو قلعہ کی طرف اُنگلی اُٹھائے گا تو قلعہ فتح ہو جائے گا۔''

۳۔ ''اُس وقت علیم اللہ ابدال تمہاری خدمت میں رہے گا۔ یہ ابدال ہمارے جدِّ امجد حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ہمارے ہاں چلا آ رہا ہے۔ یہ ابدال تمہیں سارے جہان کی خبر رسانی کرتا رہے گا۔ شمس بابا! تجھ سے ایک قلندر ہوگا اور اُس قلندر سے ہفتم درجہ کا ایک مخدوم ہوگا۔ علیم اللہ ابدال کی وفات اس مخدوم ہفتم کے وقت میں ہوگی۔ ان کی وفات کے بعد پھر کوئی ابدال سوائے مجدّد کے کسی کی خدمت میں نہ رہے گا۔''

۴۔ حضرت شمس الدین نے عرض کی ''حضور کو غُسل کون دے گا؟''۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''شمس الدین تم غسل دو گے''۔ شمس الدین نے عرض کی ''میں حضور کے جسمِ اطہر کو ہاتھ لگاؤں یا نہیں'' فرمایا ''ہاتھ بالکل نہ لگانا، تمہارے دل میں جیسا خیال آئے گا ویسا ہوتا رہے گا''۔ شمس الدین نے پھر عرض کی کہ ''کفنِ مبارک حضور کو کس رنگ کے پارچہ سے دوں، خوشبو کفن مبارک کو لگاؤں یا نہیں؟''۔ حضرت مخدوم دو جہاں صابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''کفن جس پارچہ کا تم کو میسر ہو، اپنے پاس سے دُنیا، عمامہ میرے شیخ کا ہمارے سر پر باندھنا اور خرقہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

میرے شیخ نے بوقت عطائے خلافت جو میرے شیخ نے مجھے عطا فرمایا تھا، میرے سر پر رکھ دینا۔ خوشبو کی حاجت نہیں''۔ حضرت شمس الدین تُرک رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کی کہ ''میں حضور کے جسم اطہر کو ہاتھ نہ لگاؤں گا تو یہ کپڑے، عمامہ اور خرقہ کیسے پہناؤں گا؟''۔ آپ نے فرمایا ''تم صرف ارادہ کرتے رہنا۔ عالم عمل میں ویسا ہی خود بخود ہوتا جائے گا''۔ شمس الدین نے عرض کی ''حضور کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟''۔ حضرتِ مخدوم نے ارشاد فرمایا ''یہ امر وقت پہ ہوجائے گا''۔ شمس الدین نے عرض کی ''حضور کو دفن کون فرمائے گا؟''۔ مخدومِ دوجہاں نے فرمایا ''اُس زمانہ کا مجدّد''۔ یہ سُن کر شمس الدین تُرک آہ وزاری کرنے لگے اور حضرت مخدوم پاک نے اپنا دستِ شفقت اُن کے سر پر رکھا۔

۵۔ پھر حضرت مخدوم پاک نے فرمایا کہ ''تم کو شاہِ ولایت کیا۔ ہفت اقلیم (پوری دُنیا) میں تیرے بغیر کوئی ولی نہ بن سکے گا''۔ مزید ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص عالم معاملہ اور عالم مثال میں مقبول ہوگا اُس کی نشانی یہ ہوگی کہ تیرا خط اُس کی پیشانی پر ہوگا۔ میری مُہر اُس کی پشت پر ہوگی اور جنابِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک اُس کے کندھے پر ہوگا''

۶۔ ''اور ہاں شمس الدین بابا! جو مجدّد مجھے دفنائے گا وہ شاہِ ولایت ہمان صفت ہوگا۔ اُس کا زمانہ ۹۰۷ ھجری میں ہوگا۔ شمس الدین اگر تم چاہو تو ہم تم کو اُس وقت تک زندہ رکھ سکتے ہیں۔ دیکھ لو شاہ ابوالقاسم گرگامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی تک زندہ ہیں اور آئندہ ابھی زندہ رہیں گے۔ میرے بھی وہ اخبار نویس ہیں اور دوسروں کے بھی اور شاہِ ولایت کا مرتبہ جو تم کو دیا مجدّد سے بڑھ کر ہے۔ اگر تم کو مجدّد ہونا منظور ہو تو میں یہ بھی کرسکتا ہوں''

۷۔ حضرت شمس الدین تُرک رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی ''حضور مجھے صبر آگیا، مگر میری عرض یہ ہے کہ حضور انور رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک اُس جگہ تنہا بغیر برزخِ صغریٰ (یعنی قبر شریف) کے کیونکر قائم رہے گا؟''۔ حضرت مخدوم دوجہاں رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''شمس الدین بابا!

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

یہ فقیر اضاب حرز مرتضوی قیّومی رُوحی کا ہے۔ جس کے باعث فقیر کا جسم زمین پر بغیر دفینہ درمیان دوسنگِ سرخ (پتھر) قائم رہے گا۔ اس سلسلہ کا مجدّد جو اولادِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہوگا آ کر نمازِ جنازہ پڑھائے گا جو مرکّب ظاہر و باطن ہوگی اور مجھے دوبارہ دفنائے گا اور یہ کہ میرے جسم کے ساتھ بھی میرے شیخ کی سنّت اَدا ہوگی۔ اُس مجدّد کی اولاد میرے ظاہر و باطن کی وارث ہوگی۔ اہلِ باطن سے میرا سلسلہ (رُوحانی) جاری رہے گا اور ظاہر والوں سے کچھ نہ ہوگا۔"

۸۔ حضرت شمس الدین نے عرض کی کہ "۶۹۰ ھجری سے ۹۰۷ ھجری تک حضور رضی اللہ عنہ کے ہاں (یہاں) کیا حال ہوگا؟ اور کوئی شخص آپ کے جسمِ اطہر کے پاس اس محدود حد میں آئے گا یا نہیں؟"۔ فرمایا "شمس الدین بابا! تیرے نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد فقیر کے پاس کوئی نہیں آئے گا۔ مخدوم ہفتم جو تیرے قلندر سے ہوگا، میرے پاس آئے گا اور اُس مجدّد کے لیے مجھ سے توشہ لے کر جائے گا اور میرے حکم سے میری بالائے ناف ایک سبز شاخ رکھ جائے گا۔ وہ شاخ کو مخدوم ہفتم کی قبر پر کھڑا کرے گا"۔ نیز فرمایا کہ "میرے اس بیان کو "صحیفہ بیان صابری" میں درج کر لینا اور ہمارے اس مکتوبِ نطاب کو جو قلندر تجھ سے ہوگا اُسے دینا اور پھر وہ مخدوم ہفتم کو دے گا اور یہ مجدّد کو چلا جائے گا۔ اس کا حال مجدّد سے ملے گا۔ پھر ہمارے خاندان سے ہی ہر مجدّد ہوگا اور اس سے تمام احوال آنحضرت ﷺ سے تا مجدّد دریافت ہوا کریں گے۔"

۹۔ "شمس الدین! تعریف مجدّد کی یہ ہے کہ مجدد کو احوالِ زمانہ، ماضی، حال اور مستقبل کا باطن سے تند بعینہ معلوم ہوتا ہے اور اُس کے پاس اُسنادِ صحیح ہر ایک طرح کی موجود ہوتی ہیں اور جو مجدّد کے زمانہ میں اُس مجدّد سے تعلیم حاصل نہیں کرے گا وہ میرے خاندان (سلسلہ) میں داخل نہیں، بلکہ کسی خاندان (سلسلہ) میں بھی داخل نہیں۔ مجدّد سے احوالِ ظاہر و باطن دریافت کرنے سے اور اُن کے بیان سے معتقدین عارف کامل ہو جاتے ہیں۔ ہر مجدّد کے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

زمانہ میں سب لوگ جمع ہوا کرتے اور تعلیم لسانی اس سے حاصل کرتے اور مِن وعَن بہرہ مند ہوا کرتے ہیں اور اجازت، ارشاد وافکار، اشغال، اذکار، اِسرار، سیف اللہ لاہوتی جبروتی اور سیف اللہ ملکوتی، سیف اللہ لاہوتی، سیف اللہ ناروتی، سیف اللہ معنوی، سیف اللہ رُوحی قیومی کی حاصل کرتے ہیں۔ اپنے زمانہ کے غوث، قطب، نقیب، نجیب، اوتاد، ابدال، رِجال الغیب اور سردارِ حنیفہ کے ہر صاحبِ سلسلہ کو ضروری ہے۔ جس کو سب حال مجدّد سے معلوم ہو جائے گا۔ وہ صاحب دولتِ باطن کا وارث ہے۔

ان تمام پند ونصائح اور وصیتوں کے بعد حضرت بادشاہِ دوجہاں صابر رضی اللہ عنہ نے گیارہ تعلیمات کیفیت باطن ارشاد فرمائیں جن کو عام نہیں کیا گیا صرف ایک کیفیتِ تعلیم خلقِ خدا کی حاجت کے لیے بتائی گئی وہ یہ ہے کہ ''شمس الدین بابا! تم اپنا نام مع درودِ وہبی کے اس ترتیب سے پڑھا کرنا۔ تم جو چاہو گے یعنی تمہارے ارادے کے افعال کا ظہور ہو جایا کرے گا اور تیرے خاندان میں اس ختم شریف کی برکت سے حاجت روائی خاص وعام ہوا کرے گی۔ سیر الاقطاب ''تذکرہ خواجگان چشت'' کے باب خواجہ شمس الدین تُرک قدس اللہ سرّہ العزیز میں تحریر ہے کہ آپ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مہم، مصیبت اور مشکل کی آسانی کے لیے آپ کا اسم گرامی ایک لاکھ مرتبہ وِرد کرے تو اُس کی مشکل آسان ہو اور مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔ طریقہ اِس کا اس طرح ہے کہ پہلے وضو کرے پھر صدق واخلاص سے یا شمس الدین تُرک کا ایک لاکھ وِرد کرے۔ ان شاء اللہ لاکھ مرتبہ مکمل ہونے سے پہلے ہی کام ہو جائے گا۔ کتاب میں ہے کہ یہ عمل مجرب اور آزمودہ ہے۔

۴۰۔ خواجہ شمس الدین تُرک کی مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کی حضوری سے دُوری:

حضرت خواجہ شمس الدین تُرک نے علیم اللہ ابدال سے نقشہ اور راستہ قلعہ آمیر دریافت کر کے ۱۳ ربیع صفر المظفر ۶۸۹ ھجری کو بیس (۲۰) سال حضرت صاحبِ دوجہاں رضی اللہ عنہ کی خدمت گزاری اور چھ سال حبسِ کبیر (تنہائی) کی برکات حاصل کر کے کُل (۲۶) چھبیس سال

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

فیضِ صحبت کے بعد احکامِ قضا وقدر سے مجبور ہو کر حضوری سے علیحدہ ہوئے اور خیال کر کے کہ اب اس دُنیا میں ایسا پیکرِ جمال اور تصویرِ خیر و برکت ہستی نہیں ملے گی، ورِدِل لیے ہوئے باچشم نم تمام تبرکات وملبوسات اشیاء اور مکتوبات بزرگانِ دین جو حضرت باباصاحب مسعودالعالمین رضی اللہ عنہ نے عنایت فرمائے تھے، لے کر کلیر شریف سے بطرف قلعہ آمیر روانہ ہوئے (اس قلعہ کا نام چتوڑ بھی بتایا جاتا ہے) اور حسب ارشاد مخدومِ دوجہاں رضی اللہ عنہ لشکر میں شامل ہو گئے۔ محمد انتظام اللہ صاحب شہابی نے اپنے "تذکرہ صابر رضی اللہ عنہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ غیاث الدین بلبن نے قلعہ آمیر پر لشکر کشی کی تھی۔ کسی دوسرے تذکرے سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین خلجی کے بھتیجے علاؤالدین خلجی جو اُس وقت اس صوبے کا حاکم تھا قلعہ آمیر پر لشکر کشی کی تھی کیونکہ یہ ہندوؤں کا بڑا گڑھ تھا۔

ایک دن حضرت شمس الدین، حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ سے جدائی کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ اُس روز خلاف معمول موسم بدل گیا۔ ہوا تیز چلنے لگی۔ ابر چھا گیا اور بوندیں پڑنا شروع ہوگئیں۔ حضرت شمس الدین نے اُلجھن سے نجات پانے کے لیے چراغ روشن کر کے تلاوت قرآن شروع کر دی۔ ہوا کی تندی میں تیزی آگئی اور خنکی نے سارے لشکر کے چراغ گُل کر دیے۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ آپ کا چراغ حکمِ ربی سے نہ بُجھا اور آپ بدستور اپنے چراغ کی روشنی میں تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف رہے۔ علاؤالدین خلجی، حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے خیمے کے باہر آ کھڑا ہوا۔ جب آپ تلاوت سے فارغ ہوئے تو آداب بجالایا اور قدموں میں گر کر عرض کرنے لگا "حضور! امداد فرمائیں، میں بہت عاجز و پریشان ہوں"۔ حضرت شمس الدین نے سپہ سالار کو تسلی دی اور نمازِ فجر کے بعد اپنے خیمے سے باہر آ کر علاؤالدین خلجی کو حملہ کا حکم فرمایا۔ علاؤالدین خلجی نے حکم کی تعمیل کی اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ ۱۳/ربیع الاوّل ۶۸۹ ھجری کو قلعہ پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ بعد میں علاؤالدین خلجی نے اظہارِ تشکر کے لیے حضرت خواجہ شمس الدین کو بہت تلاش کیا، مگر آپ وہ جگہ چھوڑ چکے تھے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

۴۱۔حضرت شمس الدین کی کلیر شہر میں واپسی:

حضرت شمس الدین تُرک رحمتہ اللہ علیہ کو وصیت مخدوم دو جہاں رضی اللہ عنہ کی یاد آرہی تھی کہ قلعہ کی فتح میری رحلت کا وقت ہوگا۔آپ یہ سوچ کر بے تاب ہو گئے اور اپنا کلام پاک شیخ محمد اسلم بخشی فوج کے پاس مبلغ گیارہ روپے شکرانہ کے عوض ہدیہ فرمایا۔اس میں سے آٹھ روپیہ کا کپڑا برائے کفن مبارک، ایک روپیہ کا کپڑا تہہ بند اور بقایا کا دوسرا متفرق سامان خرید کر، اپنا ذاتی سامان اور یہ توشہ اپنی کمر سے باندھا (پیٹھ پر لادلیا) اور بغیر کسی کو اطلاع کیے کلیر شریف کو روانہ ہو گئے۔آپ اسمِ اعظم صابر یہ برابر تلاوت فرماتے جارہے تھےاور تیز رفتاری سے گامزن تھے کہ علیم اللہ ابدال سامنے سے پریشان حال نظر آئے۔حضرت خواجہ شمس الدین نے حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی خیریت وعافیت چاہی تو علیم اللہ ابدال نے آداب کے بعد عرض کیا کہ آج ہفتہ ہوا کہ مجھے مخدوم پاک رضی اللہ نے حکم فرمایا ''علیم اللہ! تم اب خواجہ شمس الدین کی خدمت میں چلے جاؤ۔اب تم انہیں کے پاس رہنا۔میں تمہیں اُن کی خدمت کے لیے مقرر کرتا ہوں''۔حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ نے پھر علیم اللہ ابدال سے پوچھا ''کوئی اور خاص بات''۔انہوں نے ''نا'' میں جواب دیا۔چلتے چلتے خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں کو ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑے۔اُٹھے تو دیکھا کہ وہ کلیر شریف کے نواح میں ہیں۔آپ جلدی جلدی درخت گُلر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ جسدِ اقدس پڑا ہوا ہے اور ایک شیر پاس بیٹھا ہوا ہے۔آپ نے بے قراری میں اپنا ہاتھ جسم اقدس کی طرف بڑھایا تو ایک تلوار قہری گری۔آپ نے اپنی آستین آگے کردی۔تب سے کہا جاتا ہے کہ حضرت شمس الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں یہ نشانی چلی آرہی ہے کہ ایک ہاتھ کی آستین چھوٹی ہوتی ہے۔

۴۲۔نمازِ جنازہ اور فنا وبقا کی حقیقت:

شمس الدین تُرک رحمتہ اللہ علیہ جیسے ہی جسد مقدس کے نزدیک آئے، شیر وہاں سے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

اُٹھ کر چلا گیا اور حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ نے جسد مبارک کو غُسل دیا، کفن پہنایا اور دوسرے سارے احکامات بجالائے۔ پھر نمازِ جنازہ کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ بہت فکر مند تھے کہ ایسی مقتدر ہستی کی نمازِ جنازہ میں تنہا کیونکر پڑھاؤں گا۔ آپ کو اس بات کا قلق تھا۔ جنگل بیابان میں دُور دُور تک کسی بھی انسان کا پتہ نہیں۔ ان سوچوں میں گم، آپ ہمت کر کے مصلّے پر کھڑے ہونا ہی چاہتے تھے کہ آواز آئی ''ٹھہرو! جلدی مت کرو۔ یہ کام تمہارا نہیں، میں پہنچ گیا ہوں''۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے مُڑ کر دیکھا، ایک سوار بہت تیز رفتار، صابری لباس زیب تن کیے ہوئے چہرہ پر نقاب ڈالے آ پہنچا۔ گھوڑے سے اُتر کر مصلّے پر کھڑا ہو گیا اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بعد ختم نمازِ جنازہ، جب حضرت خواجہ شمس الدین نے سلام کے لیے شمال اور جنوب کی طرف منہ پھیرا تو بے شمار مخلوق کو نمازِ جنازہ میں شریک پایا۔

۴۳۔ فنا و بقا کیا ہے؟

کہا جاتا ہے کہ شمس الارض رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی خدمت گزاری کے دوران ایک وقت بادشاہِ دو جہاں مخدوم پاک رضی اللہ عنہ سے فنا و بقا کے مسئلہ کے بارے میں عرض کی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا ''یہ زبانی سمجھ میں نہ آئے گا۔ اپنے وقت پر تم خود اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تو تمہاری سمجھ میں آجائے گا، ان شاء اللہ''۔ لیکن یہ بات حضرت خواجہ شمس الدین کے ذہن سے نکل چکی تھی۔

نمازِ جنازہ پڑھانے والے امام گھوڑے پر سوار، روانگی کے لیے تیار تھے کہ حضرت شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ امام صاحب سے اُن کا نام و نشان معلوم کر لینا چاہیے ورنہ یہ بات پردۂ راز میں رہ جائے گی کہ میرے مخدوم کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا۔ چنانچہ آپ گھوڑے کے سوار (امام صاحب) کی طرف متوجہ ہوئے تو خواجہ صاحب شمس الدین کو آتا دیکھ کر مخدوم پاک نے گھوڑا مغرب کی طرف بڑھایا۔ خواجہ صاحب گھوڑے کے پیچھے دوڑے اور کچھ دُور

Marfat.com

جا کر گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور عرض کیا ''حضرت آپ کا نام اور پتہ کیا ہے، اگر لوگ مجھ سے سوال کریں کہ تیرے شیخ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تو میں کیا جواب دُوں گا؟''۔ یہ سُن کر سوار نے اپنے چہرے سے نقاب سرکایا اور فرمایا ''فقیر کے جنازے کی نماز فقیر نے ہی پڑھائی۔ شمس الدین بابا! تم مجھ سے فناء اور بقاء کا بھی پوچھا کرتے تھے۔ اُس وقت میں تجھے کیسے اور کیونکر سمجھاتا۔ جسد اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا دیکھو وہ فناء ہے اور اپنی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ بقاء ہے''۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جنگل کی وادی میں روپوش ہو گئے۔

اپنے شیخ کی یہ باتیں سُن کر حضرت خواجہ شمس الدین تُرک بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو شہر فرخار تُرکستان میں پایا۔ یہ ۶۹۰ ھجری کا واقعہ ہے۔ علیم اللہ ابدال کو اپنے بائیں طرف خدمت گزاری میں مصروف پایا۔ بعدازاں حضرت شمس الدین تُرک نے علیم اللہ ابدال کے ذریعے قطبِ وقت (حاکمِ باطن) سیّد معصوم علی شاہ کو طلب فرمایا اور آپ کے گرنے کی جگہ پر جہاں نشان بن گیا تھا وہاں مقبرہ تعمیر کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین ہمراہ علیم اللہ ابدال پانی پت چلے گئے اور وہیں مستقل قیام فرمایا۔

۴۴۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کی مزار شریف پر کلیر میں حاضری:

ایک مدّتِ دراز کے بعد، شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ، سلسلہ صابریہ کے یگانہ روزگار اللہ والے ہوئے۔ انہوں نے مزار مقدس کی تعمیر کی غرض سے گنگوہ (جگہ کا نام) سے کلیر شریف کا سفر اختیار کیا۔ بعض روایتوں کے مطابق آپ ہر قدم پر دو رکعت نفل اَدا فرماتے ہوئے کلیر شریف آئے۔ جب مزار مبارک کا فاصلہ ایک میل رہ گیا تو حسب دستور برقِ جلال مزار مبارک سے برآمد ہوئی۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے مودبانہ اور عاجزانہ انداز میں عرض کیا ''عبدالقدوس تو حضور کے خادموں کا خادم ہے اور اشارہِ رحمت خداوندی و رضائے شیوخ کے لیے یہاں تک حاضر ہوا ہے۔ ورنہ بندہ ناچیز کی کیا مجال جو اس قدر جرأت کرتا۔ حضور

Marfat.com

کی زیارت کا از حد اشتیاق ہے، آئندہ حضور کو اختیار ہے"۔ "مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ" برقِ جلال غائب ہوگئی۔ پھر جب حضرت گنگوہی آگے بڑھے تو برقِ جلال آدھ میل کے فاصلے پر پھر ظاہر ہوئی۔آپ نے عاجزی سے وہی درخواست دہرائی۔ برق جلال باآواز ہیبت ظاہر ہوئی۔آپ نے وہی کلمات پھر عرض کیے اور برقِ جلال غائب ہوگئی اور پھر کبھی ظاہر نہ ہوئی۔ جب حضور عبدالقدوس گنگوہی لحد مبارک کے قریب پہنچے تو حضور مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی رُوح مجسم ہوکر باہر آئی، قطب عالم کو آغوش میں لے لیا اور فرمایا "عبدالقدوس! تم میرے طریقے پر ہونے کی وجہ سے یہاں تک پہنچے، ورنہ کسی کی مجال نہ تھی جو یہاں آسکے"۔آپ نے عرض کیا "مخلوقِ خداوندی حضور کے کرم کی اُمیدوار ہے۔ ہر شخص کی خواہش ہے کہ حضوری زیارت سے مشرف ہو۔فیض و برکت حاصل کرے، مگر حضور کے برق جلال کی ہیبت کی وجہ سے کوئی آپ کے آستانہ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔اگر حضور کرم فرما کر برق جلال کو نور جمال میں تبدیل فرمادیں تو ایک عالم مزار پُرانوار کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہو"۔فرمایا "اچھا تمہاری خاطر ہم نے جلال میں کمی کردی۔آئندہ نشانِ جمالی کا ظہور رہے گا"۔اس کے بعد حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کا مزار پُرانوار تعمیر کیا گیا اور عرس ومجالس سماع کا آغاز ہوا۔مجاورین آباد ہوگئے۔کہتے ہیں کہ عبدالقدوس وہی بزرگ ہیں جن کے بارے میں بابا صاحب سرکار رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ "وہ سلسلہ صابریہ کا مجدّد ہوگا اور میرے صابر رضی اللہ عنہ کی دوبارہ تجہیز و تکفین کرے گا اور اُس کا ظہور ۹۰۰ ھجری کے قریب ہوگا"

۴۵۔ایک پاکستانی زائرہ کی بچی کو دوبارہ زندگی مل گئی:

حضرت عبدالقدوس گنگوہی کی کاوشوں سے مزار مبارک حضرت مخدوم صابر رضی اللہ عنہ تعمیر ہوا۔سالانہ عُرس مبارک کا بھی انتظام فرمایا گیا اور مجاورین آباد ہوئے۔زائرین کا آنا جانا شروع ہوا۔مارچ ۱۹۸۱ء میں حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف کی زیارت کی خاطر

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

پاک پتن شریف سے دو خواتین کلیر شریف پہنچیں۔ اُن کے ساتھ ایک کم سن بچی بھی تھی۔ شدید سردی کے باعث اس بچی کا جسم سرد ہو گیا اور وقت سے عین قبل یہ بچی انتقال کر گئی۔ ان پاکستانی زائر خواتین نے ایک مقامی ڈاکٹر غلام صابر سے رابطہ کیا۔ انہوں نے طبّی معائنہ کے بعد بچی کے مُردہ ہونے کی تصدیق کی۔ ان دونوں خواتین نے بچی کی نعش درگاہ شریف کی چوکھٹ پر رکھ دی اور زار و قطار رونے لگیں۔ نمازِ عشاء کے بعد درگاہ عالیہ کی مسجد میں آئے ہوئے نمازیوں نے ان خواتین سے آہ وزاری کی وجہ دریافت کی، لیکن انہوں نے ان کے سوالات کا جواب دینے کے بجائے صاحبِ مزار، حضرت مخدوم دو جہاں علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کر دیا ''ہم آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی مقدس آرام گاہ، درگاہِ پاک پتن شریف پاکستان سے آپ کے حضور زیارت کی غرض سے حاضر ہوئی ہیں''۔ متوفی لڑکی کی ماں کہہ رہی تھی کہ ''لوگ تو گود ہری کرنے آپ کی بارگاہ میں آتے ہیں پھر میری گود کیسے اُجڑ سکتی ہے؟ کیونکہ آپ کے پردادا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے تو بارہ سال کی ڈُوبی ہوئی کشتی کو سطحِ آب پر اُبھارا تھا۔ آپ کے جدّ امجد حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کے لیے دو مرتبہ سورج طلوع ہوا۔ پھر میں کیسے آپ کی بارگاہ سے اُجڑی گود خالی ہاتھ واپس چلی جاؤں؟''۔ غمزدہ ماں اس طرح فریاد کناں تھی کہ کچھ ہی دیر بعد بے جان و بے حس مُردہ بچی نے ہچکی لی اور زندگی کے آثار اس کے چہرے اور جسم پر نمایاں ہونے لگے اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ ایسے زندہ ہو گئی جیسے موت کے سرد ہاتھوں نے اُسے چھوا تک نہ ہو۔

حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کی اِس کرامت کے شاہد لاتعداد افراد تھے۔ جس میں وقف، بورڈ کا عملہ، مقامی ڈاکٹر غلام صابر، راؤ مقبول احمد خان، پیش امام درگاہ عالیہ اور تقریباً اَسّی افراد وہاں موجود تھے۔ یہ خبر پاکستان میں روزنامہ اِمروز لاہور کی اشاعت مورخہ ۳۰ر مارچ ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی اور خصوصی رپورٹ کلیر شریف سے ۲۹ر مارچ ۱۹۸۱ء کو موصول ہوئی۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۴۵ (الف)۔ایک زائرہ محترمہ صابرہ منصوری صاحبہ:

آپ گورنمنٹ کیمرج اسکول کی سابقہ پرنسپل ہیں۔ مذہبی گھرانے سے تعلق ہے۔ خود بھی مذہب پرست ہیں۔ آپ کے والد کے ہاں سات بچے پیدا ہوئے۔ اُن سب کا انتقال ہوگیا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کے والد صاحب کا تبادلہ کلیر شریف میں ہوا تھا۔ وہاں آپ کے والد نے مخدوم سیّد علی احمد علاؤالدن صابر رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اولاد کے لیے دُعا کی تو گولر کے تاریخی درخت سے اُن کی ٹوپی میں تین گولریاں گریں۔ گولر کے اُس درخت کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ حضرت مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ اس کی شاخ پکڑ کر بارہ سال تک حالتِ استغراق میں کھڑے رہے ان تینوں گولریوں میں سے ایک مُرجھائی ہوئی تھی باقی دو صحیح حالت میں تھیں۔ یہ اس بات کی دلیل تھی کہ تین بچے پیدا ہوں گے اور یہی ہوا۔ مرجھائی ہوئی گولری کی وجہ سے اُن کا ایک بھائی مردہ حالت میں پیدا ہوا اور دوسرا بھائی تندومند و توانا تھا۔ تیسری اولاد محترمہ صابرہ خود تھیں۔ اُن کے نام صابرہ کی وجہ تسمیہ بھی حضرت صابر رضی اللہ عنہ سے عقیدت ونسبت تھی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مخدوم صابر رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کا میری والدہ کی زندگی پر گہرا اثر ہوا۔ اُن کی والدہ گھر میں آنے والوں کی ہر وقت خدمت گزاری کرتی تھیں۔ گھر میں لنگر کا سا سماں رہتا تھا۔ والدہ کا سارا وقت ضرورت مندوں کی خاطر تواضع میں صرف ہوتا۔ باقی ماندہ وقت عبادات میں گزار دیتی تھیں۔ عبادات کی ادائیگی کی وجہ سے والدہ عزیز واقارب سے کٹ کر رہ گئی تھیں۔ درود شریف کا وِرد کرتی تھیں۔

۱۹۹۷ء میں آپ کا زیارات کی غرض سے ہندوستان جانا ہوا۔ آپ نے دہلی کو مرکز بنا کر اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ہاں حاضری دی اور خوب فیوض و برکات حاصل کیں۔ پھر دہلی میں حضرت ~~بختیار~~ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ اور حضرت نظام الدین اولیاء رضی

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

اللہ عنہ کے دربار میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ فتح پور سیکری میرٹ میں حضرت سلیم الدین چشتی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئیں۔ کلیر شریف میں حضرت مخدوم علی احمد علاؤ الدین صابر رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضری دی۔ وہاں سے تاریخی درخت گولر کی گولریاں حاصل کر کے کراچی میں عقیدت مندوں میں بطور تبرّک تقسیم کیں۔

حضرت مخدوم پاک صابر رضی اللہ عنہ کی محفل میں شریک تھیں کہ انہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی مفتیِ اعظم ہند کے خلیفہ مجاز مفتی محمد عبدالوہاب خاں سے بیعت ہونے کا حکم ملا اور آپ نے فوراً اُن کی بیعت کی۔ آپ چشتی، صابری اور نظامی سلسلے کی عقیدت مند اور مدّاح ہیں۔ آپ کے والد صاحب کو کسی بزرگ نے سورۂ مزمّل کا روزانہ چالیس بار تلاوت یا وِرد کا حکم دیا۔ بعد میں والد صاحب نے یہ وِرد اپنی بیٹی صابرہ منصوری کو بخش دیا۔ آپ روزانہ چالیس مرتبہ سورۂ مزمّل کا وِرد کرتی تھیں۔ شادی کے بعد مصروفیات کی وجہ سے روزانہ ایک مرتبہ سورۂ مزمّل پڑھتی ہیں۔ آپ فرماتی ہیں سورۂ مزمّل کے وِرد سے انہیں ہر کام میں کامیابی ہوتی ہے۔

۴۶۔ حضرت مخدوم دو جہاں رضی اللہ عنہ، مقرب بارگاہِ ربّانی:

ایک مرتبہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہٗ کے مریدوں میں سے ایک شخص حضرت علاؤ الدین احمد صابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ نے حضرت شیخ شمس الدین تُرک کے علاوہ کسی اور کو اپنا مرید یا خلیفہ نہیں بنایا اور میرے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین اولیاء نے آسمان پر ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ مرید بنائے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ بات حضرت امیر خسرو نے کہی تھی۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''میرا شمس (شم الدین تُرک) اللہ کے فضل سے سارے ستاروں پر غالب ہے''۔ وہ شخص خاموش رہا اور دہلی جا کر اُس نے حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ تم نے حضرت کو کیوں رنجیدہ کیا۔ دوسری مرتبہ ایسی حرکت نہیں ہونی

Marfat.com

چاہیے۔ بے شک انہوں نے جو کچھ فرمایا وہ صحیح ہے۔ وہ مقرب بارگاہِ ربانی ہیں۔

۴۶ (ب)۔ مخدوم بادشاہِ دو جہاں رضی اللہ عنہ کے مراتب و مناقب:

آپ کے مراتب ومناقب بہت سارے ہیں۔ آپ کو تاج الاولیاء، غوثِ صمدانی بھی کہتے ہیں۔ آپ صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپ علوم ظاہری وباطنی میں بے مثل تھے۔ اولیاء اللہ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مخدوم کا خطاب ملا تھا اور پیر دستگیر شیخ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صابر کا۔ بابا سرکار فرید رضی اللہ عنہ نے آپ کو دو جہاں کا بادشاہ بھی کہا ہے۔ قطبِ عالم اغیاث الہند، جلال شاہ مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کے باطنی خطاب مبارک سے سرفراز فرمایا اور اسمِ ظاہری سندِ خلافت میں بالقاب "بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر، ختم الارواح سلطان اولیاء" تحریر فرمایا۔ صوفیا آپ کو عارف کامل، عالم وعامل، مقتدائے اہلِ طریقت، راہ نمائے اربابِ حقیقت، محرمِ اِسرار خفی وجلی، جانشین نبی وعلی، محبوب درگاہِ رسالت پناہی، مقرب بارگاہِ الٰہی، تاج الاولیاء اور غوث الصمدانی کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

۴۷۔ محفلِ سماع:

سماع کے لُغوی معنی سُننا، گانا سُننا، ناچ گانا، قوالی۔ قوالی بزرگانِ دین کی شان میں کی جاتی ہے۔ اس میں موسیقی کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے اس لیے علمائے دین گانا سننے، ناچ گانے اور قوالی پر اعتراض کرتے ہیں، لیکن بزرگانِ دین، صوفیاء کرام، محافلِ سماع یا تو منعقد کرتے یا ایسی محافل میں شریک ہوتے۔ ذیل میں ہم چند بزرگانِ دین کے واقعات درج کرتے ہیں کہ وہ سماع کو بُرا نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہٗ:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ سماع اور تواجد تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ وجد دل کا ایک راز ہے کہ جب اس میں تحریک ہوتی ہے تو انسان پر وجد طاری ہوجاتا ہے اور

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

سماع دردِ الٰہی ہے۔ جس شخص نے اس کو سچائی کے ساتھ سُنا وہ حق تک پہنچ گیا اور جس نے اس کو نفس کی خوشنودی کے لیے سُنا وہ بے دِین ہوا۔

حضرت شیخ ممشاد علو دنیوی قدس اللہ سرہٗ:

آپ سماع کو پسند فرماتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! سماع میں آخر کیا اِسرار ہے جو آپ اُسے اس قدر پسند فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اسرار تو میں بیان کرنے پر قادر نہیں ہوں، لیکن سمجھنے کے لیے یوں سمجھ لو کہ جب حضرت رسالت پناہ ﷺ اور امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ اور سارے اولیائے عظام اور بزرگانِ دِین نے سماع کو درست سمجھا ہے تو میں بھی اُن حضرات کی سنّت پر گامزن ہوں۔ ''سماع'' اِسرارِ الٰہی میں سے ایک سِر ہے جو ہر شخص کے سمجھنے کے لائق نہیں۔ اگر سماع کا راز لوگوں پر روشن ہو جائے تو پھر سماع کے بغیر ایک لمحہ کے لیے بھی لوگوں کو چین نہ ملے۔ ظاہر میں لوگ سمجھتے ہیں کہ صوفیا قوالوں کا گانا سُن کر وجد کر رہے ہیں، لیکن صاحبِ دل حال و وجد کو دراصل آوازِ قُدسی پر بے خودی طاری ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ ابواسحاق شامی قدس اللہ سرہٗ:

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ سماع کے بہت شوقین تھے اور کسی عالم نے آپ کے اس شوق پر کبھی اعتراض نہ کیا۔ اُن پر جب کیفیت طاری ہوتی تو در و دیوار جنبش میں آجاتے۔ اگر اُن کی محفلِ سماع میں کوئی بیمار شریک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُسے صحتیاب کر دیتا۔ ان کی محفل سماع میں شریک ہونے کے بعد پھر گناہ کی طرف راغب نہ ہوتا، لیکن دُنیاداروں کو اُس میں شریک ہونے کی اجازت نہ تھی اور اگر کوئی آجاتا تو وہ تارکِ دُنیا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ آپ دُنیا والوں کو اپنی مجلس میں شرکت کے فیض سے کیوں محروم رکھتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ ''دُنیا اور دُنیا والے اہلِ کثافت کے زُمرے میں آتے ہیں اور

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ”اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق“

درویش اہلِ لطافت کے“۔ کثافت اور لطافت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ضد میں اجتماع محال ہے۔ پھر سماع کے لیے اجتماع اخوان (بھائی چارہ) کی شرط ضروری ہے تاکہ اُس وقت سب کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور سب حاضرین دیارِ یار کے طالب ہوں۔ ”اَلْفُقَرَ کَنَفْسٍ وَاحِدٍ“ یعنی سب فُقرا ایک جیسے ہیں کا معنی یہی ہیں۔ سماع کے دوران اسرار الٰہی کھلتے ہیں اور دل آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ اہلِ سماع اسی لیے روشن ضمیر ہو جاتے ہیں۔ آپ جب محفلِ سماع منعقد کرانا چاہتے تو دو تین روز پہلے ہی خبر کر دیتے تھے اور خود روزہ طے کا رکھ لیتے تھے۔ قوالوں کو محفلِ سماع میں حاضر ہونے سے پہلے تائب ہونے کی ہدایت کی جاتی تھی۔

حضرت شیخ ابواحمد چشتی قدس اللہ سرہٗ:

آپ کو سماع بہت مرغوب تھا۔ آپ جس وقت حالتِ سماع میں ہوتے اُس وقت جس پر آپ کی نگاہ پڑ جاتی وہ صاحبِ کرامت ہو جاتا۔ جو کافر اُس وقت آپ کے سامنے آجاتا وہ مسلمان ہو جاتا۔ اُن کے فضائل وکرامت کی وجہ سے کچھ علمائے وقت اُن پر طعنہ زن ہوئے۔ علمائے وقت کی ایک جماعت امیر نصیرؔ کے دربار میں شکایت لے کر حاضر ہوئی کہ آپ کے بھانجے ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ چشت میں سماع کی بدعت پھیلا رکھی ہے اور لوگوں کو غلط راستے پر لے جا رہے ہیں۔ علمائے کرام نے امیر نصیر سے مناظرہ کی درخواست کی۔ امیر نصیر ملک شام کے بہت ذی مرتبت اور انصاف پسند امیر تھے اور حضرت ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ چشتی کے رشتے میں خالو تھے۔ انہوں نے فوراً حضرت ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ کو طلب فرمایا۔ حضرت نے سارا حال سُن کر اپنا خرقہ پہنا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ایک خادم محمد خدا بندہ کو ساتھ لیا جو کہ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص سے زیادہ کچھ نہ جانتا تھا۔ دربار میں جا کر دیکھا تو وہاں ستّر (۷۰) علماء، فضلا اور مفتیوں کو اپنا منتظر پایا۔ علماء کے اُس وفد نے امیر نصیر سے یہ بھی اِلتجا کی تھی کہ جب وہ دربار میں حاضر ہوں تو اُن کی طرف بے اعتنائی برتی جائے، لیکن جیسے ہی حضرت ابواحمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

دربار میں تشریف لائے۔ امیر نصیر کے دل میں ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ وہ بے اختیار اُن کے استقبال کے لیے آگے بڑھے اور اُن کے ہاتھ چوم کر بہت اعزاز واحترام سے اپنی مجلس میں لائے۔ علماء کے سوالات سُن کر حضرت ابواحمد چشتی نے فرمایا میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ لوگ مشکل سوالات کریں گے یہ سوالات تو میرا ناخواندہ ساتھی محمد خدا بندہ بھی دے سکتا ہے۔ چنانچہ محمد خدا بندہ نے علماء کے اسّی (۸۰) سوالوں کا جواب دیا۔ آخر میں جب علمائے مجلس کے سوالات ختم ہوگئے تو حضرت ابواحمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے ان لوگوں سے خود ایک سوال کیا یا مسئلہ پوچھا جس کا جواب اُن لوگوں سے حل نہ ہوسکا اور وہ نادم وشرمندہ ہوئے۔

فضل بن یحییٰ برمکی کا اعتراض:

فضل بن یحییٰ برمکی اکثر حضرت ابواحمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے سماع پر اعتراض کرتے۔ حضرت ابواحمد چشتی کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ اس ناحق اعتراض کی وہ خود سزا پائے گا۔ اتفاق سے ان ہی دِنوں فضل برمکی شدید بخار میں مبتلا ہوگئے۔ بہت علاج معالجہ کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ پھر وہ نماز وتلاوتِ قرآن میں مصروف ہوگئے۔ ایک دن اُس نے رسولِ مقبول ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور اپنی بیماری کا حال بتایا۔ آپ ﷺ نے فضل بن یحییٰ برمکی سے فرمایا "تُو نے ابواحمد چشتی کے سماع پر اعتراض اور انکار کیا ہے۔ یہ انکار گویا مجھ سے اور مشائخین سے انکار ہے۔ جب تک تُو توبہ کرکے اُن کی مجلس میں حاضر نہ ہوگا، تندرستی نہ ہوگی"۔ فضل بن یحییٰ برمکی اُسی وقت حضرت ابواحمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت محفل سماع میں تھے۔ جیسے ہی آپ کی نگاہ فضل بن یحییٰ برمکی پر پڑی تو فرمایا "اے فضل! تُو نے انکارِ سماع کا نتیجہ دیکھ لیا"۔ فضل برمکی تائب ہوئے۔ پھر ابواحمد چشتی نے اپنا دستِ مبارک، اُس کے ہاتھ پر پھیرا تو اُسے فوراً صحت و تندرستی ہوگئی۔ فضل بن یحییٰ برمکی نے کہا "حضرت مخدوم جو سماع سُنتے ہیں وہ بلاشبہ اسرارِ الٰہی ہے۔"

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) "اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق"

حضرت خواجہ یوسف چشتی قدس اللہ سرہٗ:

آپ کی مجلس سماع میں سوائے فقراء، علماء، صلحا اور مشائخ کے کسی اور کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ سماع کے وقت اگر کوئی دُنیا والوں میں سے آجاتا تو سماع روک دیتے اور جب وہ چلا جاتا تو کچھ درویشوں کو باہر بٹھا کر پھر شروع کر دیتے۔ اگر کوئی دُنیادار ضد کر کے محفلِ سماع میں شریک ہو جاتا تو آخر وقت تک مجذوب رہتا اور تارکِ دُنیا ہو جاتا۔

میاں فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ:

ابھی تک آپ نے سماع سے متعلق خواجگانِ چشت کے ماضی بعید کے قصے پڑھے۔ اب آپ کو ایک چشتی صابری بزرگ کا سماع سے متعلق ماضی قریب کا قصہ سناتے ہیں:

حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری، اللہ کے مقبول بندے تھے۔ راولپنڈی کی تحصیل گوجر خاں کے گاؤں کلیام کے رہنے والے تھے۔ اُن کے لیے مشہور تھا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ظاہری طور پر اُن کو کسی نے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ فقہ کے مطابق جس کو نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا گیا ہو اُس کی نمازِ جنازہ نہیں ہوتی۔

میاں فضل الدین کلیامی کہا کرتے کہ میں بدعتی ہوں۔ میں ساز سُنتا ہوں۔ میں آواز کا رسیا ہوں۔ میں چشتی نظامی صابری ہوں۔ زیادہ سے زیادہ مشرک ہوں۔ یہ تو فیصلہ میرا رب کرے گا کہ میں کیا ہوں۔ مگر جب میں مرجاؤں تو میری قبر کے اندر گھس کر سارنگی بجانا۔ فرمایا میری نمازِ جنازہ کوئی نہ پڑھائے۔ ایک سوار آکر پڑھائے گا اور دہلی کے لوگ شامل ہوں گے۔ خلیفہ لوگوں نے عرض کی کہ فلاں مفتی صاحب نے تو فتویٰ دے دیا ہے کہ یہ شخص بدعتی ہے، مشرک ہے، اس کی نمازِ جنازہ نہیں ہو سکتی۔ جب میاں فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو اُن کا جسد چارپائی پر رکھ دیا گیا۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن وجمال کی قدر کے مطابق''

پیر مہر علی شاہ گولڑوی کلیام پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی ''اس کا باطن جانے اور تُو جانے''۔ پھر پیر مہر علی شاہ نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے نمازیوں کی صفیں سیدھی کرائیں۔ ایک قافلہ دہلی سے آ گیا۔ اُس میں کافی لوگ تھے۔ وہ بھی نمازِ جنازہ میں شریک ہونے کے لیے موجود تھے۔ مولوی اور وقت کے مفتی صاحبان نے نمازِ جنازہ پڑھانے سے منع فرمایا اور کہا کوئی بھی شخص میّت کا جنازہ نہ پڑھائے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''جس کو اپنے علم پر دعویٰ ہے اُس کے لیے مہر علی کھڑا ہے۔ جس کو میاں فضل الدین کلیامی کے ایمان پر شک ہو، وہ یہاں مناظرے کے لیے آئے۔ کافی دیر تک انتظار کیا، کوئی مولوی یا مفتی مناظرے کے لیے نہ آیا۔ اس طرح پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

میاں فضل الدین کلیامی کا ایمان:

میاں فضل الدین کلیامی پر اللہ بخش تونسوی نے اعتراض کیا تھا۔ وہ نماز نہ پڑھنے والے سے بہت ناراض ہوتے اور پٹائی لگاتے۔ کہنے لگے دیکھوں تو فضل الدین بابا مسجد میں آیا یا نہیں۔ عصر میں انتظار کیا۔ نہ آئے۔ مغرب گزر گئی اور اگر پھر عشاء میں بھی نہ آئے تو میں خود (اللہ بخش تونسوی) تمہارے گھر/حجرے میں آؤں گا اور تمہیں بتاؤں گا۔ پیغام بھجوا دیا۔ عشاء کا وقت آ گیا۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے نماز عشاء کے وقت سے پہلے انہیں نہ دیکھا۔ تمام مشائخ، علماء، مولوی، مفتی اور دیگر حضرات موجود تھے، لیکن نماز عشاء سے پہلے فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ وہاں نہ تھے۔ پیر پٹھان اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کو بہت غصّہ آیا اور کہنے لگے نماز کے بعد اُس کو ماروں گا۔ عشاء کی نماز شروع ہوئی۔ جب اللہ بخش تونسوی (امام) نے دائیں طرف سلام پھیرا تو میاں فضل الدین کلیامی بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ پہلی صف میں موجود تھے۔ بائیں طرف سلام پھیرا تو فضل الدین کلیامی، بائیں طرف بھی بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اللہ بخش تونسوی امام مسجد کانپ گئے۔ میں تو عام آدمی سمجھ رہا تھا یہ تو کوئی اور بندہ ہے۔ پھر اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ، میاں فضل الدین کے پاس خود چل کر گئے۔ آپ مٹی پر بیٹھے/پڑے ہوئے تھے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

صابر صاحب کلیری رضی اللہ عنہ کے حجرے کے پاس اور کہہ رہے تھے ۔

لا بٹھایا تیرے کوچے میں خدا نے ہم کو
نہ اُٹھیں، حشر بھی آئے جو اُٹھانے ہم کو

(اقتباس: از تقاریر، پیر نصیر الدین گولڑوی۔ تعاون: عمران رضا)

۴۸۔ حالتِ سماع میں وصال:

آپ نے چند خواجہ گانِ چشت کے سماع یا محافلِ سماع سے رغبت سے متعلق خیالات اور حالات پڑھے۔ اس کے علاوہ بہت سارے بزرگانِ دین سماع سے رغبت رکھتے تھے۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں: حضرت خواجہ عثمان ہارونی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیاء، حاجی تسنیم احمد صابری، سیّد محمد عبداللہ شاہ، میاں جی سرکار صابری اور موجودہ پیر طریقت و شریعت حضرت مجیب احمد صابری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے اولیاء اللہ ہیں جنہوں نے سماع کا یا تو بندوبست کیا یا خود شرکت فرماتے۔ کہتے ہیں حضرت نظام الدین اولیاء نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اُن کے جنازے کے سامنے حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی وہ غزل گائی جائے جس کا ایک شعر ہے ۔

اے تماشہ گاہ عالم رُوئے تو
تو کُجا بہر تماشہ می روئی

''اے کہ تیرا چہرہ مبارک دُنیا کے دیدار کی چیز ہے۔ تُو کس کے دیدار کو چلا؟''

قوال یہ شعر گاتے جاتے تھے اور بے شمار مخلوق دھاڑیں مار کر روتی تھی۔ حضرت شیخ علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ وہ اکثر سُنا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال بھی عین سماع میں ہوا۔ آپ میں جذبِ الٰہی حد سے زیادہ تھا اور آپ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ جو منہ سے کہہ دیا، ہو جاتا تھا۔

☆☆☆

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۴۹۔مُرشد دا دَر

مرشد دا احسان میرے تے سارلئے محتاجاں
ایتھے اوتھے دوئیں جہانیں، پیر میرے نوں لاجاں

''میرے مرشد کا مجھ پر احسان ہے کہ وہ میری خبر گیری کرتا ہے۔ اِدھر بھی اُدھر بھی دونوں جہانوں کی لاج اُسی کے ہاتھ میں ہے''

پیر دے ہتھ وچ ہتھ نوں دے کے بھید نہ دلدا کھولیں
جیہڑا کلمہ پیر پڑھاوے اوہی کلمہ بولیں

''پیر کی بیعت کرنے کے بعد راز کسی اور کے سامنے نہیں کھولنا۔ کسی اور سے کچھ نہیں مانگنا۔ صرف وہی بات کہنی ہے جو مرشد سکھائے''

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہندا میں بھی آکھاں راہ دے
بن مرشد تینوں راہ نہیں لبھنا مرویسیں وچ راہ دے

''راستہ دو یا راستہ بتا دو ہر کوئی کہتا ہے میں بھی یہی کہتا ہوں لیکن مرشد کے بغیر راستہ نہیں ملے گا۔ مرشد کے بغیر گمراہ ہو جائے گا''

مالی دا کم راکھی کرنا، پھل پکے ہون یاں کچے
پیر مریداں دے سر تے رہندے جھوٹے ہون یاں سچے

''باغ کا مالی پھلوں کی رکھوالی کرتا ہے یہ اس کا کام ہے، پھل پکے ہوں یا کچے۔ اسی طرح پیر مریدوں کی نگرانی کرتا ہے خواہ مرید سچا ہے یا جھوٹا''

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔

(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مَرداں دے آئی

مرد نگاہ کرن جس ویلے، مشکل رہے نہ کائی

''ہر مشکل کی چابی اللہ والوں کے پاس ہے۔ وہ ہر مشکل کی چابی ہیں۔ جب وہ نگاہ کر دیتے ہیں تو پھر مشکل، مشکل نہیں رہتی''

اَوکھی گھاٹی مشکل پینڈا، واٹ لمی توں کلّا

جے منزل مقصود نوں پاؤنا پھڑ مرشد دا پلّا

''اللہ تک رسائی یا رُوحانیت کی منزل بہت مشکل گھاٹی ہے۔ مشکل سفر ہے اور لمبا بھی تو اکیلا، اس لیے منزل پر پہنچنے کے لیے مرشد کا دامن پکڑ''

مرشد دا در نہ چھڈیں نہیں تے ہوجاویں گی روگی

اَجڑوں بچھڑی بکری ہوندی نہراں جوگی

''مرشد کا دروازہ کبھی نہیں چھوڑنا ورنہ تجھے بہت سے روگ لگ جائیں گے۔ ریوڑ سے جو بکری بچھڑ جاتی ہے اُس کو بھیڑیا کھا جاتا ہے''

میں نیواں میرا مرشد اُچا، میں اُچیاں دے سنگ لائی

صدقے جاواں، اِنہاں اُچیاں توں جنہاں نیویاں نال نبھائی

''میں بہت کمزور ہوں لیکن میرا مرشد بہت طاقت والا ہے۔ میں نے اُس سے دوستی لگائی ہے اُن کی مہربانی ہے کہ وہ مجھ جیسے کمزوروں سے نباہ کر رہے ہے۔ یہ میرا کوئی کمال نہیں ہے یہ اُن کا احسان ہے''

کلام: حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: ع۔م۔ چوہدری (بہاولپور)

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۵۰۔ منقبت

مخدوم علی احمد علاؤ الدین صابر رحمتہ اللہ علیہ

صابر لقب مِلا ہے ، اللہ کے کرم سے
منصب یہ اِک بڑا ہے ، اللہ کے کرم سے
فیضِ فرید دیکھو ، صابر پیا کے دَر پر
فضلِ خدا ہوا ہے ، اللہ کے کرم سے
کلیر میں جا کے دیکھو، روضے پہ اُن کے لوگو!
رحمت کی اِک رِدا ہے ، اللہ کے کرم سے
محفل میں ذکرِ صابر چھیڑا ہے جب کسی نے
دل شاد ہوگیا ہے ، اللہ کے کرم سے
بابا کے ہیں چہیتے ، صابر پیا کہ اُن پر
ہر صابری فدا ہے ، اللہ کے کرم سے
ولیوں کے کارواں میں ، کلیر کے شاہ کی بھی
اِک منفرد صدا ہے ، اللہ کے کرم سے
فضل و کرم کی بارش ، دربارِ صابری میں
رُوحانی اِک فضا ہے ، اللہ کے کرم سے
صابر پیا کے لاکھوں شیدائی ہیں کہ اُن کا
طاؔہر بھی اِک گدا ہے ، اللہ کے کرم سے

شاعرِ حمد و نعت طاؔہر سلطانی

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ۔
(ترجمہ:) ''اے اللہ عزّ وجل! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے سردار و مددگار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر آپ ﷺ کے حُسن و جمال کی قدر کے مطابق''

۵۱۔ مراجع الکتب

''ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ'' کی تیاری میں
مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ حاصل کیا گیا

(۱) تذکرۂ انوارِ صابری رضی اللہ عنہ
از: حاجی بشیر احمد انبالوی

(۲) سیر الاقطاب، تذکرۂ خواجگان چشت
از: حضرت الھدیہ ابن شیخ عبدالرّحیم

(۳) حیات المعظم فی مناقب سیّدنا غوث الاعظم (حصّہ دوئم)
از: احمد حسن قادری

☆☆☆

Marfat.com

ذکرِ صابری رضی اللہ عنہ

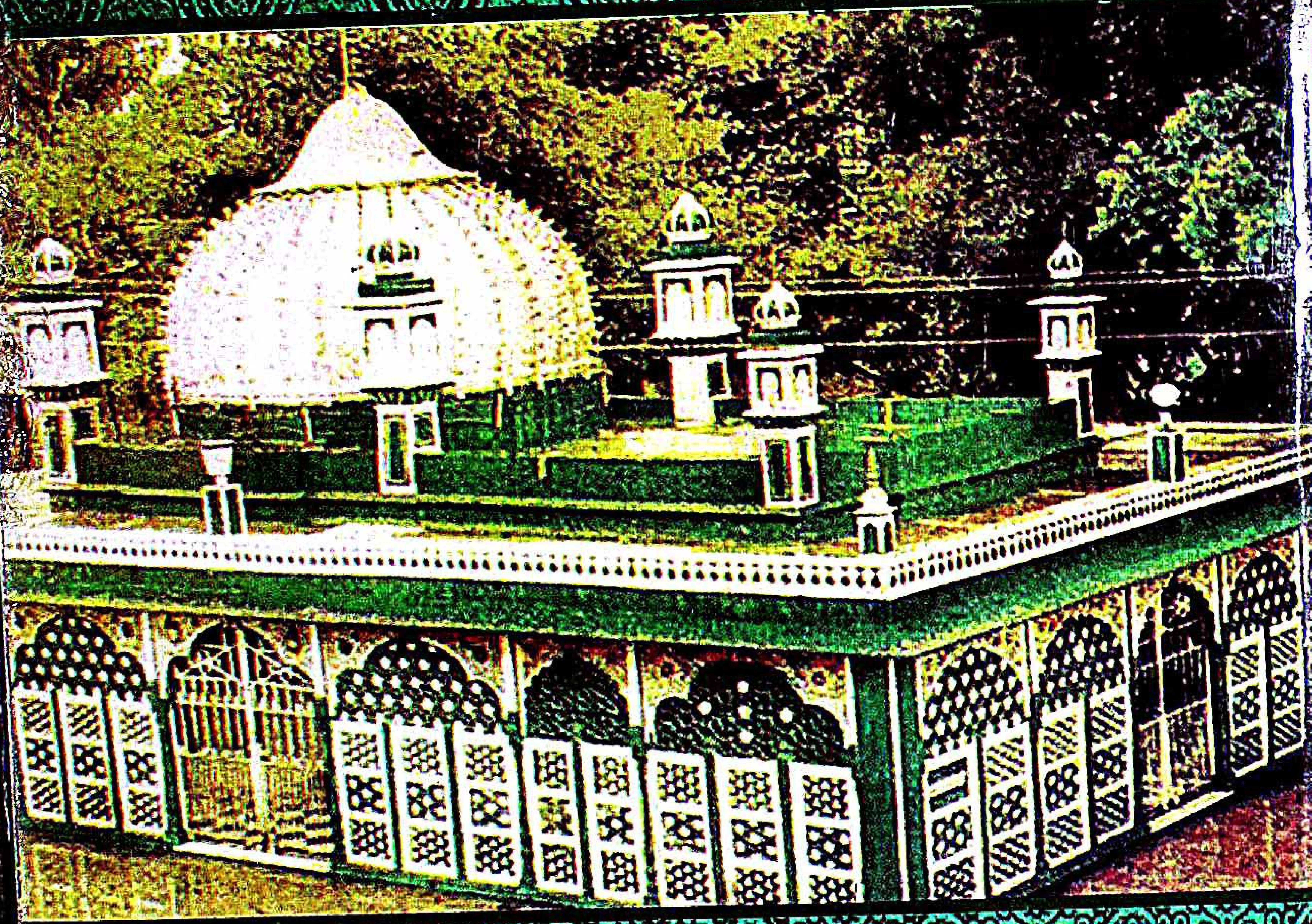

کلیر شریف میں مخدوم علی احمد علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کا خوبصورت منظر

297.
ی 1 ذ
1243

مؤلف

محمد یامین

قادری، چشتی، صابری، قلندری

Marfat.com